لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نبی کے پیارے صحابہ

تاریخ اسلام

دنیا میں اسلام کیسے پھیلا!

(سیریز)

جنگ خندق ...... بیعت رضوان ...... جنگ تبوک

فتوحاتِ نبوی ﷺ

تحریر

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

31

سلسلہ اشاعت نمبر

ناشر کتب

کشمیر بک ڈپو

چکوال

یا اللہ مدد صلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ حق چار یار

تاریخ اسلام
دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ پنجم)

جنگ خندق...... بیعت رضوان...... جنگ موتہ

فتح مکہ سے پہلے کی مہمات

فتوحاتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ
حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 31

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

النور مینجمنٹ چکوال 0334-8706701 0543-421803

فہرست عنوانات

مہم (۲۳) سریہ (۱۰) سریہ ابی سلمہ مخزومی	3
مہم (۲۴) سریہ (۱۱) قتل سفیان بن خالد ہذلی	4
بیر معونہ میں صحابہؓ کی قربانی	5
الرجی یا رجیع کے شہداء	6
ذات الرجیم کے شہداء کا بدلہ	7
مہم (۲۴) غزوہ (۱۴) بنو نضیر کا محاصرہ	9
مہم (۲۵) غزوہ (۱۵) بدر کی تیسری مہم	10
مہم (۲۶) غزوہ (۱۶) ذات الرقاع اور نخل	10
مہم (۲۷) غزوہ (۱۷) دومۃ الجندل کی مہم	11
مہم (۲۸) غزوہ (۱۸) غزوہ مریسیع	12
مہم (۲۹) غزوہ (۱۹) غزوہ خندق	15
غزوۂ احزاب کا ذکر قرآن میں	21
مہم (۳۰) غزوہ (۲۰) غزوہ بنی قریظہ	33
مہم (۳۱) سریہ (۱۱) سریہ بنی قرطاء	36
مہم (۳۲) غزوہ (۲۱) غزوہ بنی لحیان	36
مہم (۳۳) غزوہ (۲۲) غزوہ الغابہ/ ذی قرو	38
مہم (۳۴) سریہ (۱۲) سریہ عکاشہ بن محصنؓ	40
مہم (۳۵) سریہ (۱۳) ذی القصہ کی مہم	40
مہم (۳۶) سریہ (۱۴) الجموم	41
مہم (۳۷) سریہ (۱۵) العیص	42
مہم (۳۸) سریہ (۱۶) الخیل	42
مہم (۳۹) سریہ (۱۷) حسمٰی	43
مہم (۴۰) سریہ (۱۸) القریٰ	44
مہم (۴۱) سریہ (۱۹) دومۃ الجندل	44
مہم (۴۲) سریہ (۲۰) فدک	45
مہم (۴۳) سریہ (۲۱) وادی القریٰ	45
مہم (۴۴) سریہ (۲۲) قتل ابو رافع سلام	46
مہم (۴۵) سریہ (۲۳) قتل اسیر بن ازرم یہودی	47
مہم (۴۶) سریہ (۲۴) العرنیین	48
مہم (۴۷) سریہ (۲۵) سریہ عمرو بن امیر ضمریؓ	49
مہم (۴۸) صلح معاہدہ حدیبیہ	50
بیعت رضوان	52
شرائط صلح	59
بیعت کی فضیلت	63
اصحابِ بدر اور حدیبیہ کو جنت کی بشارت	71
مہم (۴۹) غزوہ (۲۳) غزوہ خیبر	72
مہم (۵۰) سریہ (۲۶) سریہ تربہ	75
مہم (۵۱) سریہ (۲۷) نجد	75
مہم (۵۲) سریہ (۲۸) حوض	76
مہم (۵۳) سریہ (۲۹) فدک	76
مہم (۵۴) سریہ (۳۰) المغیصہ	77
مہم (۵۵) سریہ (۳۱) یمن و جبار	77
مہم (۵۶) ادائے قضاء عمرہ	78
مہم (۵۷) سریہ (۳۲) بنی سلیم	79
مہم (۵۸) سریہ (۳۳) الکوید	80
مہم (۵۹) سریہ (۳۴) فدک	80
مہم (۶۰) سریہ (۳۵) المعدن	81
مہم (۶۱) سریہ (۳۶) ذات اطلاح	81
مہم (۶۲) سریہ (۳۸) موتہ	82
مہم (۶۳) سریہ (۳۹) ذات سلاسل	92
مہم (۶۴) سریہ (۴۰) الخیط سیف البحر	93
مہم (۶۵) سریہ (۴۱) خضرہ	94
مہم (۶۶) سریہ (۴۲) بطن اضم	94
مہم (۶۷) سریہ (۴۳) الغابہ	95

☆☆☆☆

عبدالوحید الحنفی
خادم اہلسنت

ترتیب: حافظ عبدالوحید الحنفی (ساکن اوڈھروال تحصیل و ضلع چکوال) 0313-5128490
15 ذی الحجہ 1432ھ مطابق 12 نومبر 2011ء ...... قیمت 60 روپے
ٹائٹل و کمپوزنگ: ظفر محمود ملک **المنور** مینجمنٹ ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال
ڈیزائننگ ❁ کمپوزنگ ❁ سکیننگ ❁ پرنٹنگ ❁ بک بائنڈنگ
zedemm@yahoo.com 0334-8706701

فتح مکہ سے پہلے کی مہمات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیۡقِ اَھۡلِ السُّنَّۃِ وَ الۡجَمَاعَۃِ بِفَضۡلِہِ الۡعَظِیۡم

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیۡ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ وَ خُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیۡنَ الدَّاعِیۡنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡم

مہم (۲۳)

سریہ (۱۰) ......سریہ ابی سلمہؓ بن عبدالاسد مخزومی (یکم محرم ۴ھ)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالمجید الحنفی

تاریخ ابن سعد کے مطابق حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خبر ملی کہ طلیحہ بن خویلد اور سلمہ اپنی قوم کے علاوہ بنی اسد اور بنو خزیمہ کو بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اُبھار رہے ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابو سلمہؓ مخزومی (جو کہ حضرت اُم سلمہ کے اُس وقت خاوند تھے) کی سرکردگی میں ڈیڑھ سو (۱۵۰) صحابہؓ کرام کو بنو اسد کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ مسلمان لشکر نے اچانک حملہ کیا اور غیر معروف راستہ اختیار کیا اور قطن تک پہنچ گئے۔ تمام قبیلہ بدحواس ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ آپ نے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے دشمن کا تعاقب کیا اور کافی مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ جو آ کر دربارِ نبوت میں پیش کیا۔

حضرت ابوسلمہؓ پہلے جنگ اُحد میں زخمی ہوئے تھے، اس جنگ میں پھر زخمی ہوئے۔ دونوں زخم مل کر جان لیوا ثابت ہوئے اور جمادی الثانیہ ۴ھ میں وفات پائی۔ بڑے عظیم صحابیؓ تھے۔ حضورﷺ نے لوگوں کو ان کے ماتم سے روک دیا کہ فرشتے ان پر اس وقت رحمت بھیج رہے ہیں۔

حضرت ابوسلمہؓ نے اس موقع پر دُعا کی تھی: اے اللہ! میں تجھ سے اپنی مصیبت میں اجر کی اُمید رکھتا ہوں۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے دُعا کی تھی کہ اے اللہ! تو مجھ کو اسکا نعم البدل عطا فرما۔[1]

مہم (۲۴)......عبداللہ بن انیسؓ کی مہم

سریہ (۱۱)......قتل سفیان بن خالد ہدنی (۵ محرم ۴ھ)

حضرت عبداللہ بن انیسؓ خود اس واقعہ کے راوی ہیں کہ حضورﷺ نے ان کو بلایا اور حکم دیا کہ مکہ کے نزدیک وادی عرانہ میں جائیں اور وہاں پتہ کریں کہ سفیان بن خالد کیا ارادہ کر رہا ہے؟ اگر تسلی ہو جائے کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے تو اس فتنہ کو ادھر ہی ختم کر دیں۔

فاصلہ بہت دور تھا۔ کوئی ساتھی بھی لیا تو اس کو راستہ میں چھوڑنا پڑا۔ ویسے جانے سے پہلے حضورﷺ سے پوچھا کہ سفیان بن خالد کا حلیہ کیسا ہے؟ آپﷺ نے فرمایا: بالکل شکل شیطان ہے۔ اس کو دیکھ کر

---

[1]......انوار قیادت ص ۱۵۷، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۵۰۲، طبقات ابن سعد

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کپکپاہٹ شروع ہو جاتی ہے۔ اس چیز نے بڑی مدد کی۔ ایک جگہ ایسا آدمی آپ نے دیکھا اور تسلی کی کہ وہ سفیان بن خالد ہے۔ پھر اس کے ساتھ دوستی بنائی۔ خوب گفتگو کی۔ دوران گفتگو خالد بن سفیان نے ارادہ بھی بتا دیا کہ وہ تیاری کر رہا ہے۔ آپ نے موقع پا کر اُس پر تلوار کا وار کیا اور سر کاٹ کر مدینہ پہنچ گئے۔ حضور ﷺ بڑے خوش ہوئے اور عصا انعام دیا۔ حضرت عبداللہ بن انیسؓ نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد یہ عصاء ان کے کفن میں شامل کیا جائے۔ سفیان بن خالد کے قتل کے بعد اس کا قبیلہ سہم گیا اور وہ مسلمانوں پر کسی حملہ میں شریک نہ ہوئے۔[1]

خادم اہلسنت عبدالمجید

بیر معونہ میں صحابہؓ کی قربانی......صفر ۴ھ

ابو براہ کلابی کی درخواست پر حضور ﷺ نے ستر (۷۰) صحابہؓ کو بیر معونہ بھیجا کہ ارد گرد کے علاقہ میں اسلام پھیلائیں۔ حضور ﷺ کو خطرہ تھا کہ وہاں کوئی دھوکا نہ ہو۔ اس لئے اتنی بڑی جماعت بھیجی۔ لیکن ساتھ ہی ابو براہ پر بھروسہ بھی کیا۔ ان صحابہؓ کے آگے عامر بن طفیل کے پاس حضور ﷺ کا خط بھیجا۔ اس دشمن خدا نے قاصد کو شہید کر دیا۔ اور آس پاس کے قبائل عصیۃ راعل ذکوان کو اکٹھا کیا اور دھوکے کے ساتھ صحابہؓ کرام کو گھیرے میں لے لیا۔ صحابہؓ کرام نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ اور

[1]...... ماخوذ از ''رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی'' ص ۳۱۵، سیرت حلبیہ ج ۳

جہاں وہ موجود تھے، ان میں حضرت کعبؓ بن زید کو چھوڑ کر سب کو شہید کر دیا گیا۔ اور حضرت کعبؓ بھی شہیدوں کے نیچے دب گئے تھے اور بعد میں وہاں سے اُٹھ کر مدینہ پہنچے۔

عمرو بن اُمیہ باہر اونٹوں کے ساتھ تھے یا اُن کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ بہرحال انہوں نے بھی راستہ میں اس قبیلے کے دو آدمی قتل کر کے دِل ٹھنڈا کیا لیکن ان دونوں کو حضورﷺ امان دے چکے تھے۔ اس لئے ان کا خون بہا ادا کیا گیا۔ جنگ اُحد کے بعد یہ عظیم ستر (۷۰) صحابہؓ کی قربانی تھی جس کا بدلہ مسلمان لشکر آنے والے سالوں میں لیتے رہے۔[1]

خادم اہلسنّت عبد الوحید الحنفی

الرجی یا رجیع کے شہداء......صفر ۴ھ

صفر یا ربیع الاول ۴ھ قبیلہ عَضَّلا ور قارہ کی گذارش پر حضورﷺ نے بعض روایات کے مطابق سات اور بعض کے مطابق دس صحابہؓ کو رجیع کے علاقہ میں ان قبائل کو اسلام سکھلانے کے لئے بھیجا۔ حضرت عاصمؓ یا حضرت مرثدؓ کمانڈر تھے۔ ان صحابہؓ کے ساتھ دھوکا ہوا۔ جب وہ رجیع کے مقام پر پہنچے جو عسفا اور مکہ کے وسط میں ہے تو بنولحیان کے دوسو (۲۰۰) کے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا۔ باقی تو شہید ہو گئے لیکن حضرت حبیبؓ اور

---

[1]...... ماخوذ از کتاب ''رسول اللہﷺ کی جنگی حکمت عملی'' ص، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۲۰۰، سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۱۴ پر تفصیلی تذکرہ ہے۔

حضرت زیدؓ کفار کی باتوں میں آ گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ ان اللہ کے دشمنوں نے دونوں کو قریش مکہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ جنہوں نے اپنے اُحد کے مقتولوں کی جگہ ان صحابہؓ کو پھانسی دے دی۔

یہ بڑا دل خراش واقعہ ہے لیکن جس طرح ان دونوں صحابہؓ نے اپنی جانِ عزیز اللہ کو پیش کی اور حضور ﷺ کے ساتھ جو وفاداری دکھائی، وہ ہماری تاریخ میں سنہری لفظوں کے ساتھ لکھی ہوئی ہے۔ ان کی وفاداری دیکھ کر کئی لوگ اسلام کی طرف مائل ہو گئے۔[1]

ذات الرجیم کے شہداء کا بدلہ......۴ صفر ۴ھ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہ واقعہ ۴ھ کے کسی مہینہ کا ہے۔ جس قبیلہ نے مسلمانوں کے ساتھ غداری کی تھی۔ قریش کی دو صحابہؓ حضرت زیدؓ اور حضرت حبیبؓ کو خرید کر پھانسی لگانے والی بات پر بھی حضور ﷺ خاموش نہ رہ سکے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت عمروؓ بن امیہ انصمر ی کو مکہ بھیجا۔ یہ واقعہ ابن ہشام نے لکھا ہے۔ اور حضرت عمروؓ بن امیہ نے اپنے ساتھ ایک انصاریؓ صحابی کو بھی لیا۔ آپ کمانڈو کی کاروائیوں کے ماہر تھے اور پکڑائی نہیں دیتے تھے۔

پہلے آپ کا ہدف ابوسفیان یا کوئی اور مکہ کا سردار تھا۔ لیکن اہل مکہ نے آپ کو پہچان لیا اور کئی دِن آپ کو تلاش کرتے رہے۔ اور اہل مکہ کی

---

[1]...... ماخوذ از "رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی" ص ۳۱۶، سیرت حلبیہ ج ۳

نیندیں آپ نے حرام کر دیں۔

یہ بھی روایت ہے کہ حضرت حبیبؓ کی پھانسی سے پہلے قریش نے بات پھیلا دی تھی اور حضرت عمروؓ بن امیہ حضرت حبیبؓ کی پھانسی سے پہلے مکہ پہنچ گئے تھے اور حضرت حبیبؓ کو اُٹھا کر قید سے نکال بھی لیا تھا لیکن اُن کے پاؤں والی بیڑیاں نہ کاٹ سکے۔ اور قریش کو پتہ چل گیا تو اُن کو چھوڑ کر وہاں سے نکل گئے۔ بہر حال آپ نے ایک قریشی رئیس عثمان بن مالک کو قتل کیا۔ کئی اور کافروں پر بھی وار کیئے۔

جب مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ آپ سے بڑے خوش ہوئے۔ آپ اسی طرح اکیلے ایک دفعہ ایک اہم مشن پر حبشہ بھی تشریف لے گئے تھے۔ اور عمرو بن العاص جو اُس وقت تک اسلام نہ لائے تھے اور دوسری دفعہ شاہ نجاشی کے پاس گئے تھے۔ اور نجاشی سے درخواست بھی کی کہ عمروؓ بن امیہ کو ان کے حوالہ کیا جائے۔ نجاشی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور عمرو بن العاص کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ اسلام لے آئے اور بیعت کے لئے مدینہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

یہ سب واقعات اور اس جیسی کارروائیاں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ کمانڈو والی کارروائی مسلمان اس وقت بھی کرنے میں ماہر تھے۔[۱]

اس کے بعد ترتیب کے لحاظ سے بنو نضیر کا محاصرہ ہے۔

۱…… "رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی" ص ۳۳۸، سیرت ابن ہشام ج ۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۲۴)

غزوہ (۱۴)......بنو نضیر کا محاصرہ

جنگ اُحد کے بعد یہودی پھر کچھ تیز ہو گئے تھے، کیوں کہ اُحد میں مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا۔قریش نے یہودیوں کو خط بھی لکھے اور کعب بن اشرف جو یہودی قبیلہ بنو نضیر کا حلیف تھا، اس سے مسلمان اتنے تنگ آ چکے تھے کہ اس کو بھی قتل کرنا پڑا۔

بہر حال بنو نضیر نے اب حضور ﷺ کو دھوکے سے شہید کرنے کی سازش کی اور بغاوت پر تُل گئے۔ حضور ﷺ نے دونوں یہودی قبائل کو معاہدہ کی تجدید کے بارے میں کہلا بھیجا۔ بنی قریظہ نے تجدید کر دی لیکن بنو نضیر نہ مانے۔ سازش طول پکڑ رہی تھی۔ اس لئے آپ ﷺ نے بنو نضیر کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ دِن کے محاصرہ کے بعد بنو نضیر اس بات پر راضی ہو گئے کہ وہ بھی بنو قینقاع کی طرح وطن بدر ہونے کو تیار ہیں بشرطیکہ اپنا سارا سامان ساتھ لے جانے کی اجازت دے دیں۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔ ان لوگوں نے جا کر خیبر کے قلعوں میں رہائش اختیار کر لی۔ اب یہودیوں کا صرف ایک قبیلہ بنو قریظہ مدینہ کے نواح میں رہ گیا۔[۱]

۱......سیرت ابن ہشام ج۲ ص ۳۳۳، تاریخ طبری ج۲ حصہ اول ص ۱۹۵، طبقات الکبریٰ، المغازی للواقدی، مجمع الزوائد، تاریخ ابن کثیر، سیرت حلبیہ ج۲ وغیرہ۔

مہم (۲۵)......بدر صغریٰ

غزوہ (۱۵)......بدر کی تیسری مہم (۸ ذیقعدہ ۴ھ)

اس کو بدر کی تیسری مہم بھی کہتے ہیں۔ بدر کی پہلی مہم کرز بن جابر کے تعاقب میں تھی۔ دوسری حق و باطل کا بڑا معرکہ تھا یعنی غزوۂ بدر۔ جنگ اُحد کے بعد ابوسفیان نے جاتے جاتے کہا تھا کہ اگلے سال انہیں دنوں بدر میں پھر فائنل مقابلہ ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: منظور ہے۔

حضور ﷺ حسب وعدہ اپنا لشکر تیار کر کے بدر کے مقام پر گئے۔ حضرت عبداللہؓ کو جو کہ عبداللہ بن ابی کے بیٹے تھے اور پکے مسلمان تھے، اپنا جانشین بنا کر مدینہ منورہ قائم مقام چھوڑ گئے۔ آپ ﷺ نے بدر میں آٹھ دِن قیام فرمایا۔ ابوسفیان مکہ سے لشکر لے کر نکلے ضرور لیکن تھوڑا آگے آ کر مڑ گئے کہ قحط سالی ہے۔ قیام بدر کے دوران کئی اور قبائل کے ساتھ ملاقات ہوگئی۔ مسلمانوں کا رُعب پورے علاقہ پر چھا گیا۔[۱]

مہم (۲۶)

غزوہ (۱۶)......غزوہ ذات الرقاع اور نخل کی مہم (۱۰ محرم ۵ھ)

اہل اسلام کے خلاف سازش زور پکڑ رہی تھی۔ اس مہم میں حضور

[۱]...... ماخوذ از کتاب ''رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی'' ص ۳۰۷

پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم چار سو (۴۰۰) صحابہؓ کرام کو لے کر نکلے اور ذات الرقاع تک تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ محرم ۵ھ کا ہے۔

یہ وہی مہم ہے جس میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب دشمن کا خطرہ ہو تو ایک جماعت نماز ادا کرے تو دوسری دشمن کی طرف متوجہ ہو یا لڑے۔

اسی مہم کے دوران بنو محاریب کے ایک آدمی غورث نے حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اکیلے دیکھ کر تلوار سے حملہ کرنا چاہا لیکن اس کو ایسی کپکپاہٹ شروع ہوئی کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔

مدینہ منورہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔[1] (رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جنگی حکمت عملی ص ۳۰۶)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس کے بعد غزوۂ دومۃ الجندل ہے۔

مہم (۲۷)

غزوہ (۱۷)...... دومۃ الجندل کی مہم (۵ھ)

بدر کی تیسری مہم سے واپسی پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم چند دِن مدینہ منورہ میں ٹھہرے۔ پھر نئے سال ربیع الاول ۵ھ میں خبر آئی کہ دومۃ الجندل میں

---

[1]...... سیرت ابن ہشام ج۲ ص۳۳۵، المغازی للواقدی، طبقات الکبریٰ، تاریخ کامل ابن اثیر، مراۃ الجنان، الروض الانف، سیرت حلبیہ ج۲ ص۲۶۴۔

کفار کی ایک عظیم الشان فوج جمع ہو رہی ہے۔حضور ﷺ ایک ہزار صحابہؓ کرام کی فوج لے کر مدینہ منورہ سے نکلے۔اُن کو پتہ چلا تو وہ بھاگ گئے۔

آپ ﷺ نے حضرت سباعؓ بن عرفت غفاری کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔۲۵ ربیع الاول ۵ھ کو دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔[1]

ابن اسحٰق نے دومۃ الجندل کے بارے میں ایک اور مہم کا بھی ذکر کیا ہے۔جس میں سپہ سالار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے۔البتہ ابن سعد اور واقدی کے لحاظ سے حضور پاک ﷺ دومۃ الجندل پہنچ گئے تھے اور کچھ دِن وہاں رُک کے بھی رہے۔[2] (رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ص ۳۰۸)

پھر خزاعہ کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۲۸)......بنی مصطلق پر حملہ

غزوہ (۱۸)......غزوہ مریسیع (شعبان ۵ھ)

خاندان بنو مصطلق مقام المریسیع میں آباد تھا۔یہ مقام قدید کے قریب مدینہ منورہ سے ۹ منزل (۱۰۸ میل) مکہ کی طرف ایک کنواں ہے۔

حضور ﷺ نے جمادی الثانیہ اور رجب ۵ھ مہینہ کے دِن مدینہ

---

[1]......دومۃ الجندل ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے پندرہ دِن کے راستہ پر ہے۔دومۃ الجندل سے دمشق تک پانچ دِن کا راستہ ہے۔(زرقانی شرح مواہب ج ۲ ص ۹۵)، [2]......سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۳۸، درمنثور، جوامع اسیر، واقدی، کامل ابن اثیر، عیون الاسرار، سیرت ابن کثیر وغیرہا۔

شریف میں گزارے اور شعبان ۵ ھ میں آپ ﷺ کو بنی مصطلق کی سرکوبی کے لئے جانا پڑا۔ بنی مصطلق خزاعہ کا ہی ایک قبیلہ یا شاخ تھی۔

اس سال یعنی ۵ ھ کو وہ اپنے لیڈر حارث کی رہنمائی میں مدینہ پر حملہ یا شب خون مارنے کی تیاری کر رہے تھے۔ جب حضور ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے دشمن کو اُن کے پانی لینے والی جگہ پر جا لیا۔ جس میں مرد تو کافی بھاگ گئے لیکن اُن کی عورتیں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئے۔ اور کافی مالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا۔

بنی مصطلق کے سردار (حضرت) حارثؓ مسلمان ہو گئے اور ان کے قبیلہ کے متعدد لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت حارثؓ کی بیٹی حضرت جویریہ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ اسی دوران ایک مہاجر اور انصار میں کچھ بات چیت کے دوران تلخی بڑھ گئی تو عبداللہ بن ابی نے مہاجرین کے خلاف نازیبا زبان استعمال کی۔ حضور ﷺ تک خبر پہنچی تو حضرت عمرؓ کو بھی جو پاس موجود تھے، بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ اس کا سر کاٹ ڈالنا چاہیے۔ لیکن حضور ﷺ خاموش رہے۔

اس بات کا بعد میں عبداللہ کے بیٹے کو پتہ چلا تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر میرے باپ کی کوئی حرکت ناپسند آئے تو مجھے حکم دیجیے کہ میں اس کا سر کاٹ لاؤں۔ لیکن کسی اور نے سر کاٹا تو شاید برداشت نہ کر سکے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد حنفی

حضور ﷺ کو یہ بات بڑی پسند آئی اور فرمایا کہ اُس کو سمجھاؤ کہ وہ اپنے حالات ٹھیک رکھے۔ بہرحال حضور ﷺ نے صلح کرا دی۔ اور اس مہربانی سے انصار میں خود بخود عبداللہ بن ابی کے خلاف نفرت پیدا ہوگئی۔ ابھی تک جذبات میں شدت تھی۔ اس لئے حضور ﷺ نے جو وہاں سے کوچ کیا تو سارا دِن اور رات کافی حصہ چلتے رہے۔ بلکہ صبح کے وقت پھر سفر جاری رکھا اور جب دھوپ بہت تیز ہوگئی تو آرام کے لئے ٹھہرے۔ تمام لشکر اتنا تھکا ہوا تھا کہ زمین پر بیٹھتے ہی سب کو نیند آ گئی۔ یہ اس لئے کیا کہ تمام تلخی جو پیدا ہوئی تھی، دور ہو جائے۔ اس سفر کے دوران ایک رات کو اتنی سخت آندھی چلی کہ لوگوں کے دِل دہل گئے۔ آپ ﷺ نے سب کو تسلی دی کہ کسی جگہ کوئی بڑا کافر ہلاک ہوا ہے۔ اور یہ آندھی اُس طرف نشان دہی کرتی ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ اسلام دشمن یہودی رفا بن زید اس رات مرا تھا۔[1]

(۲) مریسیع ایک چشمہ یا تالاب کا نام ہے جہاں بنی مصطلق سے مقابلہ ہوا۔ اور بنی مصطلق قبیلہ بنی خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔ اس غزوہ کے سن وقوع میں اختلاف ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ۶ھ میں ہوا۔ بعض کہتے ہیں ۴ھ میں ہوا۔ قتادہ عروہ بن زبیر اور شہاب زہری کہتے ہیں کہ

ا…… ماخوذ از کتاب ”رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ص ۱۵۷، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۲۳۷، سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۶۵

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

شعبان ۵ھ میں ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ، ابن سعد، بیہقی اور حاکم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح ہے۔ اس لئے کہ سعد بن معاذ کا اس غزوہ میں شریک ہونا صحیح بخاری میں مذکور ہے اور روایات صحیحہ اور احادیث صحیحہ معتبرہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سعد بن معاذ نے غزوہ خندق سے فارغ ہو کر بنی قریضہ کے زمانہ میں وفات پائی جو ۵ھ میں ہوا۔ پس اگر غزوہ مریسیع ٦ھ میں غزوہ بنی قریظہ کے ایک سال بعد مانا جائے تو سعد بن معاذ کی شرکت اس میں کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟

(ابن حجر، فتح الباری ج ۷ ص ۳۴۴، زرقانی شرح مواہب ج ٦ ص ۹٦)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس کے بعد غزوہ خندق ہے۔

مہم (۲۹)

غزوہ (۱۹)......غزوہ خندق (شوال ۵ھ)

ابن اسحٰق کی رو سے شوال میں اور ابن سعد کی روایت سے ذیقعدہ میں حق و باطل کا تیسرا بڑا معرکہ جس کو جنگ احزاب یا جنگ خندق بھی کہتے ہیں، ۵ھ میں پیش آیا۔

خندق کا نام اس گہری کھدائی کی وجہ سے پڑا جس کے ذریعہ مسلمانوں نے مدینہ شریف کو ایک فوجی قلعہ میں تبدیل کر دیا۔ اور احزاب

جنگ خندق

شوال ذیقعدہ ۵ھ

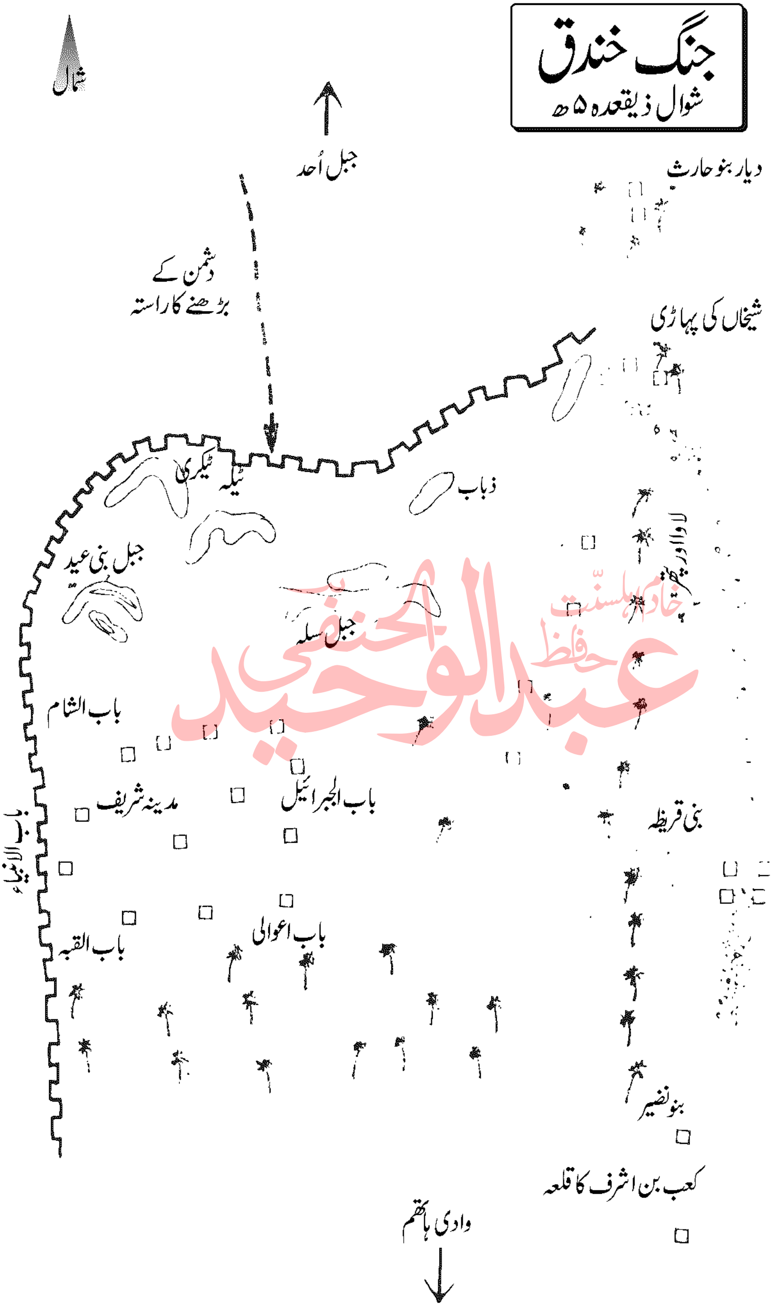

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

کا نام قرآن پاک کی سورہ احزاب میں جو تمام گروہوں کا ذکر ہے اور مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس بنا پر اس کو جنگ احزاب کہتے ہیں۔

جنگ اُحد اور جنگ خندق کے درمیان دو سال کا وقفہ ہے۔ جنگ اُحد کے وقت مجاہدین صحابہ کرامؓ کی تعداد سات سو (۷۰۰) تھی لیکن جنگ خندق کے وقت تقریباً تین ہزار مجاہدین صحابہ کرامؓ اسلام کے جھنڈے تلے اپنی جانِ عزیز اللہ کو پیش کرنے پر تیار تھے۔ کفار کے لشکر میں بہت سارے گروہ تھے۔ اور پھر ان گروہوں کے اندر گروہ تھے، جن میں قریش، یہودی اور قبیلہ غطفان تین بڑے گروہ تھے۔ کل تعداد پندرہ ہزار سے چوبیس ہزار تک بھی بعض مؤرخین نے بتائی ہے۔ جنگ احزاب میں بے پناہ طاقت کے ساتھ دشمن آ کر حق سے ٹکرایا اور پھر ایسا پاش پاش ہوا کہ اس کے بعد مدینہ کا رُخ نہ کر سکا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خندق کی تیاری

دشمن کی آمد سے پہلے خندق تیار ہو چکی تھی۔ زمین پر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کی حدود کی نشان دہی کی اور یہ فیصلہ ہوا کہ خندق تقریباً پانچ گز گہری ہو اور تقریباً اتنی ہی یا اس سے کچھ زیادہ چوڑی ہو گی۔ دس دس صحابہ کرامؓ کی جماعتیں بنائی گئیں اور ہر جماعت کو تقریباً دس گز لمبی خندق کھودنی ہوتی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خندق کی لمبائی تقریباً تین ہزار گز ہو گی۔ کیوں کہ اس انوکھے منصوبہ پر بیس (۲۰)

دِن تک تین ہزار صحابہؓ کرام نے کام کیا۔ اور سارا کام نہایت راز داری سے کیا گیا۔ خندق صرف مدینہ کے شمال کی طرف اور مشرق کی طرف کھودی گئی۔ مغرب میں شیخاں کی پہاڑی سے لے کر بنو قریظہ تک جو جگہ ہے وہاں لاوا نکلتا ہے۔ اور بڑے بڑے پہاڑی پتھر پڑے ہیں۔ تفصیلی حالات بڑی تاریخی کتابوں میں ہیں۔[1]

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان آ گئی۔ ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ٹھہرو! میں خود اترتا ہوں۔ بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر پتھر باندھا ہوا تھا اور ہم نے بھی تین دِن سے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ آپ ﷺ نے کدال دست مبارک میں پکڑی اور اس چٹان پر ماری تو چٹان کا دفعتہً ایک تودہ ٹوٹ گیا۔[2]

یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے۔ مسند احمد اور نسائی میں اس قدر اور اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے جب پہلی بار بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو وہ چٹان ایک تہائی ٹوٹ گئی۔[3] آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر! مجھ کو ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ خدا کی قسم! شام کے سرخ محلوں کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بار کدال ماری تو

۱...... رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ص ۱۰۹، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۲۱۰ پر تفصیلی تذکرہ ہے۔ ۲...... بخاری شریف ج ۲ ص ۵۸۹، ۳...... احمد بن حنبل، مسند ج ۳ ص ۳۰۱

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

دوسرا تہائی ٹکڑا ٹوٹ کر گرا۔ آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! فارس کی کنجیاں مجھ کو عطا ہوئیں۔ خدا کی قسم! مدائن کے قصرِ ابیض کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ تیسری بار آپ ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! یمن کی کنجیاں مجھ کو عطا ہوئیں۔ خدا کی قسم! صنعاء کے دروازوں کو میں اپنی آنکھوں سے اس جگہ کھڑا دیکھ رہا ہوں۔

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ سند اس روایت کی حسن ہے اور ایک روایت میں ہے: پہلی بار کدال مارنے سے ایک بجلی چمکی، جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور صحابہ کرامؓ نے بھی تکبیر کہی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جبرائیل امینؑ نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میری اُمت ان شہروں کو فتح کرے گی۔[1]

فائدہ جلیلہ: مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ لکھتے ہیں:

خندق کھودنا یہ طریقہ عرب کا نہ تھا بلکہ فارس کا طریقہ تھا۔ شاہانِ فارس میں سے سب سے پہلے منوچہر بن ایرج بن افریدون نے خندقیں کھود کر جنگ کرنے کا طریقہ ایجاد کیا۔[2] رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے اس طریق کو اختیار فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا

---

[1]...... ابن حجر، فتح الباری ج۷ ص۳۰۴، ۳۰۵، [2]...... سہیلی، روض الانف ج۲ ص۸۷

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کہ جہاد میں کفار کے طریقہ جنگ کو اختیار کرنا درست ہے اور علیٰ ہذا کفار کے ایجاد کردہ آلاتِ حرب کا استعمال بھی درست ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ طائف میں منجنیق کا استعمال فرمایا اور حضرت عمرؓ نے محاصرہ تستر میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو منجنیق قائم کرنے کا حکم دیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے جب اسکندریہ کا محاصرہ کیا تو منجنیق کا استعمال کیا۔ اور علیٰ ہذا زہر آلود تیر اور تلواروں کا استعمال بھی درست ہے۔ لیکن تدخین[1] کا استعمال صرف اس وقت جائز ہے کہ جب دشمنوں کے زیر کرنے کی کوئی اور صورت باقی نہ رہے۔ بلا شدید ضرورت اور مجبوری کے تدخین کا استعمال جائز نہیں۔[2]

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ (سورۃ الانفال آیت ٦٠)

ترجمہ: اور مہیا کرو کافروں کے مقابلہ کے لئے جو قوت بھی مہیا کر سکتے ہو اور گھوڑے بھی پالو تا کہ تم اس قوت و شوکت سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو مرعوب کر سکو۔

معلوم ہوا کہ ان تمام چیزوں کا سیکھنا ضروری ہے کہ جس سے اللہ

---

[1]......یعنی دھواں پھیلا دینا جس سے لوگ مر جائیں جیسے آج کل زہریلی گیس نکلی ہے۔ [2]......سرخسی، شرح السیر الکبیر ج۳ ص۳۱۲ تا ۳۲۳ باب قطع الماء عن اهل الحرب و تحریق حصونهم و نصب المجانیق علیها

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

کے دشمن مرعوب اور اللہ کے دِین کی عزت اور شوکت قائم ہو۔[1]

غزوۂ احزاب کا ذکر قرآن میں

حق جل شانہ نے سورۃ احزاب میں اس معرکہ کا حال اس طرح بیان فرمایا:

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصٰرُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ○ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ○ (سورۃ الاحزاب آیت ۱۰ تا ۱۱)

ترجمہ: یاد کرو اس وقت کو کہ دشمن تمہارے سر پر آ پہنچے اوپر کی جانب سے بھی اور نیچے کی جانب سے بھی اور نگاہیں خیرہ ہو گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس جگہ اہل ایمان آزمائے گئے اور خوب ہلائے گئے۔

یہ وقت ابتلاء اور آزمائش کا تھا۔ ابتلاء کی کسوٹی پر نفاق اور اخلاص کو کسا جا رہا تھا۔ اس کسوٹی نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔ چنانچہ منافقین نے حیلے اور بہانے شروع کئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! ہمارے گھر پست دیوار ہونے کی وجہ سے غیر محفوظ ہیں۔ بچوں اور عورتوں کی حفاظت ضروری ہے۔ ہم اس لئے اجازت چاہتے ہیں۔

[1] ......سیرۃ المصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم از مولانا ادریس کاندھلوی ج۲ ص ۳۳۹

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَ مَا هِىَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا O (الاحزاب آیت ۱۳)

ترجمہ: منافقین یہ کہتے تھے کہ تحقیق ہمارے گھر خالی ہیں اور حالانکہ وہ خالی نہیں۔ محض بھاگنا چاہتے ہیں، اس لئے یہ حیلے بہانے کر رہے ہیں۔

اور مسلمان جن کے قلوب اخلاص اور ایقان سے لبریز تھے ان کی یہ حالت ہوئی جو حق جل شانہٗ نے بیان فرمائی۔

وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ط وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا O (الاحزاب آیت ۲۲)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: اہل ایمان نے جب کافروں کی فوجیں دیکھیں تو بے ساختہ یہ کہا: یہ وہی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے اور اس سے ان کے یقین اور اطاعت میں اور زیادتی ہوگئی۔[1]

غرض یہ کہ یہود اور منافقین سب ہی نے اس لڑائی میں بدعہدی کی اور مسلمان اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے محاصرہ اور نرغہ میں آ گئے۔ محاصرہ کی شدت اور سختی سے رسول اللہ ﷺ کو یہ خیال ہوا کہ مسلمان

---

[1]......ابن ہشام، سیرۃ ج ۲ ص ۲۳۸، طبری، تاریخ الامم (۱۴۷۳) ج ۲ ص ۵۷۳

بتقاضائے بشریت کہیں گھبرا نہ جائیں۔ اس لئے یہ قصد فرمایا کہ عینیہ بن حصن اور حارث بن عوف سے (جو قبائل غطفان کے قائد اور سردار تھے) مدینہ کے نخلستان کے تہائی پھل دے کر ان سے صلح کر لی جائے تا کہ یہ لوگ ابوسفیان کی مدد سے کنارہ کش ہو جائیں اور مسلمانوں کو اس حصار سے نجات ملے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت سعدؓ بن عبادہ سے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا۔ ان دونوں نے کہا: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا اللہ نے آپ کو ایسا حکم دیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہم اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں یا آپ محض از راہِ شفقت و رافت ہمارے خیال سے ایسا قصد فرما رہے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ کا کوئی حکم نہیں، محض تمہاری خاطر میں نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ اس لئے کہ عرب نے متفق ہو کر ایک کمان سے تم پر تیر باری شروع کی ہے۔ اس طریق سے میں ان کی شوکت اور اجتماعی قوت کو توڑنا چاہتا ہوں۔

حضرت سعدؓ بن معاذ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! جب ہم اور یہ سب کافر اور مشرک تھے، بتوں کو پوجتے تھے، اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہ تھے، اس وقت بھی ان کی مجال نہ تھی کہ ہم سے ایک خرما (کھجور) بھی لے سکیں، الا یہ کہ مہمانی کے طور پر یا خرید کر اور اب جب کہ ہم کو اللہ عزوجل نے ہدایت کی لازوال اور بے مثال نعمت سے سرفراز فرمایا اور اسلام سے ہم کو عزت بخشی تو اپنا مال ہم ان کو دے دیں؟ یہ ناممکن ہے۔ واللہ انہیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

اپنا مال دینے کی ہمیں کوئی حاجت نہیں۔ خدا کی قسم! ہم ان کو سوائے تلوار کے کچھ نہ دیں گے۔ ان سے جو ہوسکتا ہے وہ کر گزریں۔

اور اس بارے میں جو صلح کی تحریر لکھی گئی تھی، حضرت سعدؓ بن معاذ نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سے لے کر اس کی تمام عبارت مٹا دی۔[1]

دو ہفتے اسی طرح گزر گئے مگر دست بدست لڑائی اور مقابلہ کی نوبت نہیں آئی۔ صرف طرفین سے تیر اندازی ہوتی رہی۔ بالآخر قریش کے چند سوار عَمرو بن عَبدُ ود، عکرمہ بن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب، ضرار بن خطاب اور نوفل بن عبداللہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ جب خندقوں پر پہنچے تو یہ کہا: خدا کی قسم! یہ مکر وفریب پہلے عرب میں نہ تھا۔ ایک مقام سے خندق کا عرض کم تھا۔ وہاں سے پھاند کر اس طرف پہنچے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے آواز دی۔ عَمرو بن عَبدُ ود جو جنگ بدر میں زخم کھا کر گر گیا تھا، سر سے پاؤں تک غرق آہن تھا، "ھل من مبارز" کہہ کر مقابلے کے لئے آواز دی۔ شیر خدا حضرت علیؓ المرتضٰی اس کے مقابلہ کے لئے بڑھے اور فرمایا: اے عمرو! میں تجھ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلاتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اچھا میں تم کو لڑائی اور مقابلہ

[1]...... ابن ہشام، سیرۃ النبیؐ ج۳ ص۲۳۸، سیرۃ مصطفیٰ ﷺ از مولانا کاندھلوی ج۲ ص۳۳۹، طبری، تاریخ الامم (۱۴۷۳) ج۳ ص۵۷۳

عبدالمجید الحنفی

کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو نے کہا: تم کم سن ہو[1] اپنے سے بڑے کو میرے مقابلہ کے لئے بھیجو۔ میں تمہارے قتل کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میں تمہارے قتل کو پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر عمرو کو طیش آ گیا اور گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اور آگے بڑھ کر حضرت علیؓ پر وار کیا، جس کو حضرت علیؓ نے سپر سے روکا، لیکن پیشانی پر زخم آیا۔ بعدازاں حضرت علیؓ نے اس پر وار کیا، جس سے اس کا کام تمام ہوا۔

حضرت علیؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، جس سے مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ اللہ عزوجل نے فتح دی۔[2]

نوفل بن عبداللہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ خندق کو پھاندنا چاہتا تھا کہ خندق میں گر پڑا اور گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ مشرکین نے دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم آپ کی خدمت میں پیش کئے کہ اس کی لاش ہمارے حوالہ کر دی جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ بھی خبیث اور ناپاک تھا اور اس کی دیت بھی خبیث اور ناپاک ہے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر بھی اور اس کی دیت پر بھی۔ ہمیں نہ دس ہزار کی ضرورت ہے اور نہ لاشہ کی۔ اور بلا کسی معاوضہ کے لاش ان کے حوالے کر دی۔[3]

---

[1]...... عمرو بن عبدود کی عمر اس وقت نوے (۹۰) سال سے متجاوز تھی۔ (زرقانی)،

[2]...... طبری، حوالہ مذکور، سہیلی، روض الانف ج ۲ ص ۱۹۱، [3]...... زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۱۱۴، ابن ہشام، سیرۃ النبی ج ۳ ص ۲۴۰

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سعدؓ بن معاذ کی شہ رگ پر ایک تیر آ لگا۔ حضرت سعدؓ نے اس وقت دُعا مانگی:

اے اللہ! اگر تو نے قریش کی لڑائی باقی رکھی ہے تو مجھ کو اس کے لئے باقی رکھ۔ کیوں کہ مجھ کو اس سے زیادہ کوئی محبوب اور پیاری چیز نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں کہ جس نے تیرے رسول ﷺ کو ایذائیں پہنچائیں اور اس کو جھٹلایا اور اس کو حرم آمن سے نکالا۔ اور اے اللہ! اگر تو نے ہمارے اور ان کے مابین لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس زخم کو میرے لئے شہادت کا ذریعہ بنا اور اس وقت تک مجھ کو موت نہ دے جب تک کہ بنی قریظہ کی ذلت اور رسوائی سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔[1]

حملہ کا یہ دِن نہایت سخت تھا۔ تمام دِن تیر اندازی اور سنگ باری میں گزرا۔ اسی میں رسول اللہ ﷺ کی چار نمازیں قضا ہوئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بچوں اور عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کر دیا تھا۔ یہود کی آبادی وہاں سے قریب تھی۔ حضرت صفیہؓ آنحضرت ﷺ کی پھوپھی بھی اسی قلعہ میں تھیں۔ حضرت حسانؓ اس قلعہ کی حفاظت پر مامور تھے۔ حضرت صفیہؓ نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے۔ اندیشہ ہوا کہ کہیں جاسوس نہ ہو۔ اس لئے حضرت صفیہؓ نے حضرت

---

[1] ......طبری، تاریخ الامم ج۲ص۴۷۵

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حسانؓ سے کہا کہ اس کو قتل کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ دشمنوں سے ہماری مخبری کر دے۔ حضرت حسانؓ نے کہا: آپ کو معلوم نہیں کہ میں اس کام کا ہی نہیں۔ حضرت صفیہؓ اُٹھیں اور خیمہ کی ایک لکڑی لے کر اس یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ یہ مرد ہے اور میں عورت ہوں، اس لئے میں تو ہاتھ نہ لگاؤں گی۔ تم اس کے ہتھیار اتار لاؤ۔ حضرت حسانؓ نے کہا کہ مجھے اس کے ہتھیار اور ان کی ضرورت نہیں۔[1]

اثناء محاصرہ میں حضرت نعیمؓ بن مسعود اشجعی غطفان کے ایک رئیس آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں آپ پر ایمان لایا۔ میری قوم کو میرے اسلام لانے کا علم نہیں۔ اگر اجازت ہو تو میں کوئی تدبیر کروں جس سے یہ حصار ختم ہو جائے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں! تم ایک تجربہ کار آدمی ہو۔ اگر کوئی ایسی تدبیر ممکن ہو تو کر گزرو۔

فان الحرب خدعة

ترجمہ: (اس لئے کہ) لڑائی نام ہی اصل میں حیلہ اور تدبیر کا ہے۔

چنانچہ حضرت نعیمؓ نے ایسی تدبیر کی کہ قریش اور بنو قریظہ میں پھوٹ پڑ گئی اور بنو قریظہ قریش کی امداد سے دست کش ہو گئے۔[2]

---

[1]...... ابن ہشام، سیرۃ النبی ج ۳ ص ۲۴۰، [2]...... ابن حجر، فتح الباری ج ۷ ص ۳۰۹، زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۱۱۶ و ۱۱۷، طبری، تاریخ الامم ج ۳ ص ۵۰

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

عمرو بن عبدود اور نوفل کے قتل ہو جانے کے بعد قریش کے بقیہ سوار شکست کھا کر واپس ہوئے۔ مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حصار کی شدت اور سختی کا ذکر کر کے رسول اللہ ﷺ سے دُعا کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دُعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِنْ رَّوْعَاتِنَا

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے عیبوں کو چھپا اور ہمارے خوف کو دور کر۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ یہ دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَ مُجْرِیَ السَّحَابِ وَ ھَازِمَ الْاَحْزَابِ اھْزِمْھُمْ وَ انْصُرْنَا عَلَیْھِمْ[1]

ترجمہ: اے اللہ! کتاب کے نازل فرمانے والے اور بادل کو جاری فرمانے والے اور جماعتوں کو شکست دینے والے، ان دشمنوں کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دُعا قبول فرمائی اور قریش اور غطفان پر ایک سخت ہوا (آندھی) مسلط کی کہ جس سے ان کے تمام خیمے اکھڑ گئے۔ رسیاں اور طنابیں ٹوٹ گئیں۔ ہانڈیاں اُلٹ گئیں۔ گرد و غبار اُڑ اُڑ کر

---

[1] ...... بخاری، الجامع الصحیح ج۲ ص۴۲۴ باب لا تمنوا لقاء العدو، کتاب الجهاد، مسند احمد اور ابن سعد کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں ہاتھ اُٹھا کر اور کھڑے ہو کر دُعا مانگی اور ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ زوال کے بعد دُعا مانگی۔ زرقانی، زرح مواہب ج۲ ص۱۲۰

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آنکھوں میں بھرنے لگا، جس سے کفار کا تمام لشکر سراسیمہ ہو گیا۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝ (الاحزاب آیت ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے اس انعام کو جو تم پر اس وقت ہوا جب کافروں کے بہت سے لشکر تمہارے سروں پر آ پہنچے۔ پس اس وقت ہم نے تمہارے دشمنوں پر ایک آندھی بھیجی اور تمہاری مدد کے لئے آسمان سے ایسے لشکر اُتارے جو تم کو دکھائی نہیں دیے تھے (یعنی فرشتے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا سے فرشتے مراد ہیں۔ جنہوں نے کافروں کے دِلوں کو مرعوب اور خوفزدہ بنایا اور مسلمانوں کے دِلوں کو قوی اور مضبوط کیا۔ اس طرح کفار کا دس ہزار کا لشکر وہاں سے سراسیمہ ہو کر بھاگا۔

كما قال الله تعالیٰ:

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا وَّ كَفَی اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ۝ [1]

(الاحزاب آیت ۲۵)

---

[1] ......زرقانی، شرح مواہب ج ۲ ص ۱۲۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مع ان کے غیظ وغضب کے واپس کر دیا اور ذرہ برابر کسی بھلائی کو حاصل نہ کر سکے اور اللہ نے اہل ایمان کی طرف سے لڑائی میں کفالت کی اور اللہ تعالیٰ بڑا توانا اور غلبہ والا ہے۔

حضرت حذیفہؓ بن الیمان راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ جا کر قریش کی خبر لاؤں۔ میں نے عرض کیا: کہیں پکڑا نہ جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

انک لن توسر

البتہ تحقیق تو ہرگز گرفتار نہ ہوگا۔

اور بعد ازاں میرے لئے یہ دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ احفظه مِنۡ بَیۡنَ یَدَیۡه وَ مِنۡ خَلۡفه عَنۡ یَمِیۡنه وَ عَنۡ شِمَاله وَ مِنۡ فَوۡقه وَ مِنۡ تَحۡته

ترجمہ: اے اللہ! اس کے آگے سے اور پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، اوپر سے اور نیچے سے حفاظت فرما۔

آپ ﷺ کی دُعا سے میرا خوف دور ہو گیا اور نہایت شاداں اور فرحاں روانہ ہوا۔ جانے لگا تو یہ فرمایا: اے حذیفہ! کوئی نئی بات نہ کرنا۔ میں ان کے لشکر میں پہنچا تو ہوا اس قدر تیز تھی کہ کوئی چیز ٹھہرتی نہ تھی اور تاریکی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی چیز دکھلائی نہیں دیتی تھی۔ اتنے میں

حضرت حذیفہؓ نے ابوسفیان کو یہ کہتے ہوئے سُنا: اے گروہ قریش! یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں۔ ہمارے جانور ہلاک ہو گئے، بنو قریظہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور اس ہوا نے ہم کو سراسیمہ اور پریشان بنا دیا، چلنا پھرنا اور بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ بہتر یہ ہے کہ فوراً لوٹ چلو اور یہ کہہ کر ابوسفیان اونٹ پر سوار ہو گیا۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے دِل میں خیال آیا کہ اس کو تیر سے مار ڈالوں، لیکن آپ ﷺ کا ارشاد یاد آ گیا کہ اے حذیفہ! کوئی نئی بات نہ کرنا۔ اس لئے میں واپس آ گیا۔[1]

جب قریش واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

الان نغزوهم و لا يغزوننا نحن نسير اليهم[2]

ترجمہ: اب ہم ان پر حملہ آور ہوں گے اور یہ کافر ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے۔ ہم ہی ان پر حملہ کرنے کے لئے چلیں گے۔

یعنی کفر اب اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ اب اس میں اتنی قوت نہیں رہی کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں کوئی اقدام کر سکے۔ اور اسلام فقط اپنا دفاع کرے بلکہ اس کے برعکس اب اسلام اتنا قوی ہو گیا ہے کہ وہ کفر کے مقابلہ میں ابتداءً اقدام کرے گا اور جارحانہ حملہ آور ہو گا۔

---

[1] ...... زرقانی، شرح مواہب ج۲ ص ۱۱۸، [2] ...... بخاری، الجامع الصحیح ج۲ ص ۵۹۰ باب غزوۃ الخندق

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تنبیہ: مولانا ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

جو لوگ اسلام میں اقدامی جہاد کے منکر ہیں، وہ بخاری کی روایت کے ان الفاظ کو خوب بغور پڑھ لیں۔ (سیرت مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ج ۲ ص ۳۴۹)

اور جب صبح ہوئی[1] تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی اور زبان مبارک پر یہ کلمات تھے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ لَـهٗ لَـهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْر اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْده وَ نَصَرَ عَبْده وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْده[2]

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم واپس ہونے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، زمین میں سفر کرنے والے ہیں، اپنے ربّ کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام مخالف جماعتوں کو اسی نے تنہا شکست دی۔

---

[1]...... یہ لفظ صحیح بخاری کی روایت میں نہیں بلکہ ابن اسحٰق کی روایت سے لیا گیا ہے۔ باقی روایت صحیح بخاری کی ہے۔ [2]...... بخاری، حوالہ مذکور

خادم السنۃ حافظ عبد الوحید الحنفی

ابن سعد اور بلاذری رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں کہ محاصرہ پندرہ (۱۵) دِن رہا۔ سعید بن مسیّبؒ فرماتے ہیں: چوبیس (۲۴) دِن رہا۔

اس غزوہ میں مشرکین کے تین آدمی قتل ہوئے: نوفل بن عبداللہ، عمرو بن عبدود اور منبہ بن عبید۔ اور چھ حضرات صحابہؓ میں سے شہید ہوئے:

(۱) سعدؓ بن معاذ (۲) انسؓ بن اویس (۳) عبداللہؓ بن سہل (۴) طفیلؓ بن نعمان (۵) ثعلبہؓ بن غنم (۶) کعبؓ بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اور دو حضرات صحابہؓ کے نام حافظ دمیاطی نے اضافہ کئے ہیں:

(۷) قیسؓ بن زید (۸) عبداللہؓ بن ابی خالد رضی اللہ عنہما۔[۱]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۳۰)

غزوہ (۲۰)......غزوہ بنی قریظہ (۲۵ ذیقعدہ ۵ ھ)

بنی قریظہ قبائل یہود میں سے انتہائی با اثر، دولت مند اور مضبوط قبیلہ تھا۔ میثاق مدینہ میں بخوشی شامل ہوا اور معاہدہ کی پابندی کرتے رہے۔

بنو قینقاع اور بنو نضیر کی جلاوطنی پر انہوں نے احتجاج کیا تو رسول پاک ﷺ نے اُن کی بدعہدیاں گنوائیں تو وہ مطمئن ہو گئے۔ غزوہ احزاب کے ممکنہ حملہ پر آپ ﷺ نے ان کو تجدید عہد کے لئے کہا تو انہوں نے فوراً تجدید عہد کی۔ آپ ﷺ کی مدینہ منورہ آمد پر بھی خوش ہوئے۔

---

[۱]......زرقانی، کتاب وجلد مذکور ص ۱۲۶

غزوہ احزاب کے موقع پر انہوں نے معاہدہ توڑ دیا۔ غزوہ احزاب میں شکست کفار کے بعد اہل ایمان واپس گھروں کو لوٹے تو جناب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم حکم الٰہی کے تحت بنو قریظہ کی طرف چلے۔ چنانچہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ وہ تمام اہل ایمان جو غزوہ احزاب میں شامل تھے، عصر کی صلوٰۃ بنو قریظہ کے علاقہ میں ادا کریں۔

مدینہ منورہ پر حضرت عبداللہ بن اُم مکتومؓ کو امیر مقرر فرمایا اور بنو قریظہ کے علاقہ میں پہنچ گئے۔ بعض اہل ایمان نے راستے میں صلوٰۃ العصر ادا کی اور بعض نے وہاں پہنچ کر ادا کی مگر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے تعرض نہ فرمایا اور فرمایا دونوں درست ہیں۔ بنو قریظہ دیکھتے ہی قلعہ بند ہو گئے۔ پندرہ دِن کے مسلسل محاصرے کے بعد وہ انتہائی مایوس ہو گئے اور بات چیت پر رضامندی ظاہر کی۔ بات چیت ہوتی رہی۔ بالآخر انہوں نے اس بات پر رضامندی ظاہر کی کہ ان کے حلیف قبیلہ کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ جو فیصلہ کریں ان کو قبول ہو گا۔ حالانکہ اگر میثاق کے مطابق وہ جناب رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سپرد خود کو کر دیتے اور معافی کے طلب گار ہوتے تو شاید نتیجہ برعکس ہوتا۔

فیصلہ حضرت سعدؓ بن معاذ نے فرمایا: میں تمہاری کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ تمام جنگ کے قابل مردوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

چنانچہ ان کے عہد توڑنے کی پاداش میں چھ سو سے سات سو تک مردوں کو قتل کر دیا گیا۔ ان میں ایک عورت بھی قتل کی گئی جس نے پتھر پھینک کر ایک صحابیؓ کو شہید کیا تھا۔ اور مالِ غنیمت خمس نکال کر باقی اہل ایمان پر تقسیم کر دیا گیا۔

حضرت سعدؓ بن معاذ غزوہ احزاب میں ایک تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تھے۔ ان کی رگ اکحل کٹ گئی تھی اور خون بہہ گیا تھا۔ اس فیصلہ کے بعد انہوں نے دُعا کی:

> اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کچھ محبوب نہیں کہ میں تیرے لئے ان سے جہاد کروں جنہوں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور ان کو نکالا۔ اے اللہ میرا خیال ہے کہ ان کے درمیان جنگ ختم ہوگئی۔ اگر کچھ جنگ باقی ہے تو مجھے باقی رکھ تاکہ میں تیرے لئے ان سے جہاد کروں اور اگر ختم ہوگئی ہے تو اس زخم کو پھاڑ دے اور مجھے اسی میں موت دے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا زخم پھر کھل گیا اور خون بہنے لگا اور دو دِن کے بعد شہید ہو گئے۔ ان کی دُعا قبول ہوگئی۔[1]

---

[1]......انوار قیادت ص ۳۲۵، سیرت حلبیہ ج۲ ص ۳۹۶

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

مہم (۳۱)......سریہ محمد بن مسلمہؓ

سریہ (۱۱)......سریہ بنی قرطاء (۱۰ محرم ۶ ھ)

جناب حضرت رسول پاک ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنی قرطاء اور بنی بکر کے لوگ مسافروں کو تنگ کرتے ہیں اور قافلوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہؓ کو تیس (۳۰) مجاہدوں کے ہمراہ روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ ان کو ہر طرف سے گھیر لو۔ چنانچہ اہل ایمان دِن کو چھپ جاتے اور رات کو سفر کرتے ان کے سروں پر جا پہنچے۔ ان میں سے کچھ قتل ہو گئے اور کچھ بھاگ گئے۔ تمام مالِ غنیمت سے خمس نکال کر مجاہدوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

یہ نجدی قبائل غزوہ احزاب میں پیش پیش تھے۔[۱]

اس کے بعد غزوہ بنی لحیان بن ہذیل بن مدرکہ آتا ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۳۲)

غزوہ (۲۱)......غزوہ بنی لحیان (یکم جمادی الاولیٰ ۶ ھ)

۶ ھ جمادی الاولیٰ میں آپ ﷺ بنی لحیان کی سرکوبی کے لئے نکلے۔ اس قبیلہ نے دھوکہ سے الرجی کے مقام پر حضرت حبیبؓ اور ان کے

۱......انوار قیادت ص ۳۲۷، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۴۸

ساتھیوں کو شہید کیا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت اُمّ مکتومؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود مدینہ منورہ سے اس طرح نکلے کہ پتہ چلے کہ قصد ملک شام کے علاقوں کی طرف جانے کا ہے تاکہ آپ ﷺ کی مہم کی راز داری قائم رہے۔ آپ ﷺ پہلے غراب کے پہاڑ کے پاس سے گزرے، پھر محیص اور آگے وادی بطرا میں، اس کے بعد بائیں مڑ گئے اور بن کی وادی سے باہر نکلے اور شخوۃ الیمام پہنچے۔ جہاں سے ایک راستہ مکہ جانے والی بڑی سڑک کے ساتھ ملتا ہے۔ اب تیزی سے آگے بڑھے اور غران پہنچے۔ یہ وادی امام اور عسفان کے درمیان ہے اور یہی قبیلہ لحیان کا علاقہ تھا۔ لیکن وہ لوگ علاقہ چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ دو سو (۲۰۰) سواروں کے ساتھ عسفان تک گئے تاکہ اہل مکہ کو پتہ چلے کہ مسلمان اب مدینہ منورہ سے باہر زیادہ طاقت سے نکلتے ہیں۔ بلکہ دو سو سواروں کو قرۃ الغمیم تک بھیجا۔[1] اور خود مدینہ شریف آ گئے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں: میں نے حضور ﷺ سے سنا تھا، جس وقت آپ ﷺ مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔ فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ وَعْثَآءِ السَّفَرِ وَ کَابَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوْٓءِ الْمُنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَ الْمَالِ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ترجمہ: پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ کے ساتھ سفر کی مشقت سے اور واپسی

---

[1] ...... ماخوذ از کتاب ''رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی'' ص ۱۵۱

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کے غم واندوہ اور مال واہل میں برائی کے دیکھنے سے۔

بنی لحیان کے غزوہ سے آ کر مدینہ میں حضورﷺ دو تین ہی رات رہے تھے کہ عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری عطفان کے چند سواروں کو لے کر حضورﷺ کے اونٹوں پر آ پڑا اور ان کو لوٹ کر لے گیا اور ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا، قتل کر دیا۔[1]

مہم (۳۳)

غزوہ (۲۲) ......غزوہ الغابہ/ذی قرو (ربیع الاول ۶ ھ)

حضرت رسول پاکﷺ کی اونٹنیاں الغابہ میں چرتی تھیں جن کو حضرت ابوذرؓ اور ان کے بیٹے چراتے تھے۔ عینیہ بن حصن نے چالیس (۴۰) سواروں کے ہمراہ ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بیٹے ابن ابوذرؓ کو شہید کر دیا۔ اور اونٹنیوں کو بھگا لے گئے۔ حضرت ابوسلمہؓ ابن الکراع نے دیکھ لیا اور ندا دی: ''اے اللہ کی جماعت! سوار ہو جاؤ۔'' اس آواز کو سُن کر اہل مدینہ نکل کھڑے ہوئے۔ آپﷺ نے حضرت سعدؓ بن عبادہ کو تین سو (۳۰۰) سواروں کے ہمراہ مدینہ منورہ کی حفاظت پر مقرر فرمایا اور تیزی سے نکلے۔ ایک تیز رفتار جماعت جس میں حضرت مقدادؓ، حضرت ابوقتادہؓ

---

[1] ......طبری ج ۲ حصہ اول ص ۲۳۳ پر غزوہ بنولحیان کا تذکرہ ہے۔ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۶۳، المغازی للواقدی، طبقات الکبریٰ، الکامل، البدء والتاریخ، مجمع الزوائد۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور حضرت عکاشہؓ بن محصن شامل تھے، اُن کے تعاقب میں روانہ کی۔

حضرت ابوسلمہؓ اکیلے ہی ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ درختوں کے جھنڈ میں چھپ کر ان پر تیر اندازی کرتے، جس پر وہ بھاگ کھڑے ہوتے اور اونٹنیاں چھوڑ جاتے۔ بعد میں اپنا وزن ہلکا کرنے کے لئے چادریں بھی پھینکنی شروع کیں، جس پر حضرت ابوسلمہؓ پتھر رکھ دیتے۔ اس سے بعد میں آنے والوں کو آسانی ہوئی۔ جب تیر پھینکتے تو شعر پڑھتے:

انا ابن الاکراع ۔۔۔ الیوم یوم الرضع

(میں ابن اکراع ہوں۔ آج کا دِن قابل سلامت کے لئے ہے۔)

وہ بھاگتے ہوئے چشمے پر پہنچے تو انہوں نے ان کو وہاں بھی رُکنے نہ دیا۔ ہراول دستہ بھی پہنچ گیا۔ فریقین میں مقابلہ ہوا، جس میں حضرت محرر بن فضلؓ شہید ہو گئے۔ عینیہ بن بدران ان کی مدد کو پہنچ گیا۔ حضرت ابوسلمہؓ نے عینیہ پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت احزامؓ بھی زخمی ہو گئے۔ جناب رسول پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تشریف لائے تو حضرت ابوسلمہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سو (۱۰۰) آدمی دے دیں تو میں سب کو قتل کر دوں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: نہیں! اب وہ عطفان کی سرزمین تک پہنچ چکے ہیں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے حضرت ابوقتادہؓ اور حضرت ابوسلمہؓ کی تعریف فرمائی کہ سواروں اور پیادوں میں سب سے بہترین ہیں۔ واپسی پر ایک انصاریؓ نے دوڑنے کے لئے اعلان کیا۔ حضرت ابوسلمہؓ نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے

اجازت لے کر مقابلہ میں حصہ لیا۔ دونوں برابر مدینہ منورہ تک دوڑتے گئے۔ کبھی ایک آگے ہوتا، کبھی دوسرا۔[1]

مہم (۳۴)......بنواسد کی سرکوبی

سریہ (۱۲)......سریہ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ (ربیع الاول ٦ھ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن کو چالیس (۴۰) سواروں کے ساتھ مرزوق مقام پر بنواسد کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ یہ جگہ مکہ کے راستے پر فید نامی قلعہ سے ہٹ کر دومنزل پر واقع ہے۔ جب مسلمان ادھر پہنچے تو بنواسد تتر بتر ہوگئے۔ البتہ ان کے دواونٹ مسلمانوں کو مالِ غنیمت میں ہاتھ لگ گئے، جن کو ہانک کر مسلمان مدینہ میں لے آئے۔[2]

(۲) یہ لوگ غزوہ خندق میں مشرکین مکہ کے ساتھ تھے اور اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے اور نئی جمع بندیوں میں مصروف تھے۔[3]

مہم (۳۵)......سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

سریہ (۱۳)......ذی القصہ کی مہم (ربیع الثانی ٦ھ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو دس مجاہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بنی

۱......انوار قیادت ص ۳۲۸، تاریخ طبری ج ۲ حصہ اول ص ۲۳۳، تذکرہ غزوہ ذی قرو۔ ۲......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی ص ۳۱۷ بحوالہ طبقات ابن سعد۔

۳......انوار قیادت ص ۳۲۸، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۵۳

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ثعلبہ اور بنی غوال کے علاقہ میں القصہ کے مقام تک ایک حربی مظاہرہ کرنے کے لئے بھیجا۔ ان قبائل کے لوگ پہاڑوں میں چلے گئے۔ مسلمان کچھ بے فکر ہو گئے اور ایک دِن جب سو رہے تھے تو دشمن نے ان پر شب خون مارا۔ تقریباً سب صحابہؓ شہید ہو گئے۔ صرف حضرت محمد بن مسلمہؓ بچ گئے جو شدید زخمی تھے اور ان کو بھی کوئی مسافر مسلمان جو اِدھر سے گزرا، اُٹھا کر لے آیا۔[1]

(۲) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہؓ عامر بن الجراح کو چالیس (۴۰) صحابہؓ مجاہدین کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ انہوں نے انمار ثعلبہ اور بنو محارب پر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے۔ کچھ مال اور اونٹ ہاتھ لگے۔ یہ واقعہ رجیع میں شامل تھے اور اب مدینہ منورہ کی چراگاہوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے کہ آپ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو ان کا حال معلوم کرنے کے لئے روانہ فرمایا تھا۔[2]

مہم (۳۶) سریہ زید بن حارثہؓ

سریہ (۱۴) ......الجموم (ربیع الآخر ۶ھ)

قبیلہ بنو سلیم الجموم کے اطراف میں آباد تھے۔ انہوں نے مزینہ کے کچھ لوگوں کو قتل اور کچھ کو گرفتار کر لیا تھا۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے ۴۸ میل

[1] ...... رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ص ۳۱۹ بحوالہ طبقات ابن سعد۔

[2] ......انوار قیادت مولفہ بدر المنیر ص ۳۲۹، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۵۴

پر ہے۔ حضرت زید بن حارثہؓ ایک جماعت کے ہمراہ گئے اور قیدیوں کو چھڑا لائے اوران کے مویشی بھی لے آئے۔[1]

مہم (۳۷)......سریہ زید بن حارثہؓ

سریہ (۱۵)......العیص (جمادی الاولیٰ ۶ھ)

جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قریش کا قافلہ شام سے آرہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو ستر (۷۰) سواروں کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ انہوں نے العیص پر قافلے کو پکڑ لیا۔ ان میں حضرت ابو العاصؓ بھی تھے جو گرفتار ہوئے (جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے، لیکن ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے)۔ حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاوند تھے۔ انہوں نے ان کو پناہ دے دی۔ چنانچہ ان کا مال بھی واپس کر دیا گیا۔ انہوں نے مکہ واپس جا کر لوگوں کا مال واپس کیا اور پھر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور مدینہ منورہ آ گئے۔[2]

مہم (۳۸)......سریہ زید بن حارثہؓ

سریہ (۱۶)......الخیل (جمادی الآخر ۶ھ)

بنو ثعلبہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے الخیل تک آ گئے تھے۔

۱......انوار قیادت ص ۳۲۹، طبقات ابن سعد ۲......انوار قیادت ص ۳۲۹

چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو ان کی جماعت کے ہمراہ روانہ کیا۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے چھتیس (۳۶) میل کے فاصلہ پر ہے۔ بنو ثعلبہ بھاگ گئے۔ ان کے اونٹ مالِ غنیمت میں پکڑ لئے گئے، جن کو مدینہ منورہ لایا گیا۔[۱]

مہم (۳۹)......سریہ زید بن حارثہؓ

سریہ (۱۷)......حِسمٰی (جمادی الآخر ۶ھ)

قیصر روم کے دربار میں حضرت دحیہ کلبیؓ بطور قاصد گئے۔ اس نے ان کو مہمان رکھا اور خلعت سے نوازا۔ واپسی پر قبیلہ جزام کے بعض افراد نے لوٹ لیا۔ اس بات کی شکایت انہوں نے حضور ﷺ سے کی۔ آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو پانچ سو (۵۰۰) مجاہدین کے ہمراہ قبیلہ جزام کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ وہ رات کو سفر کرتے، دِن کو چھپ جاتے۔ وادی القریٰ میں پہنچ کر حِسمٰی کے مقام پر جزام کو شکست دی۔ ڈاکوؤں کو قتل کر دیا اور باقی لوگوں کو گرفتار کر کے اُن کا مال بھی جمع کر لیا۔ اُن کا سردار زید بن رفاعہ خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوا۔ امان کی درخواست پیش کی۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو بھیجا تا کہ ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ قیدیوں کو رہا کر دیا گیا اور ان کو مال بھی واپس کر دیا گیا۔[۲]

---

[۱]......انوار قیادت ص ۳۲۹، [۲]......انوار قیادت ص ۳۳۰، طبقات ابن سعد

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۴۰)......سریہ زید بن حارثہؓ

سریہ (۱۸)......القریٰ (رجب ۶ ھ)

حضرت زید بن حارثہؓ ماہ رجب ۶ ھ میں القریٰ کی جانب اپنی جماعت کے ہمراہ گئے اور علاقے کا گشت کر کے واپس آ گئے۔[۱]

مہم (۴۱)......سریہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ

سریہ (۱۹)......دومۃ الجندل (شعبان ۶ ھ)

حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دومۃ الجندل کی طرف ایک جماعت کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ آپ نے خود عمامہ اُن کے سر پر باندھا اور فرمایا:

''اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ جو اللہ کے ساتھ کفر کرے، اس سے اس طرح لڑو کہ نہ تو خیانت کرو اور نہ بدعہدی۔ اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔ اگر امان لیں تو امان دو اور ان کے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کرلو۔''

انہوں نے وہاں جا کر تبلیغ کی، جس پر ان کے بادشاہ حضرت رصبغ بن عمرو کلبیؓ ایمان لے آئے۔ اور اس کے ساتھ تمام قبیلہ ایمان کی دولت

[۱]......انوار قیادت ص ۱۳۰، زرقانی ج ۲ ص ۱۶۰

سے سرفراز ہوا۔ وہ لوگ پہلے نصرانی تھے۔ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بادشاہ کی بیٹی سے شادی کر لی، جس سے حضرت ابوسلمہؓ پیدا ہوئے۔[1]

مہم (۴۲)......سریہ علیؓ بن ابی طالب

سریہ (۲۰)......فدک (شعبان ۶ ھ)

حضرت رسول پاک ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنوسعد یہود خیبر کے ساتھ مل کر سازش کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ المرتضٰی کو ایک سو (۱۰۰) سواروں کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ یہ لوگ رات کو سفر کرتے اور دِن کو چھپ جاتے۔ ایک آدمی سے بنوسعد کا پتہ معلوم کیا۔ جس پر ان کو علم ہو گیا اور مویشی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس میں پانچ سو (۵۰۰) اونٹ، دو ہزار (۲۰۰۰) بکریاں پکڑ لیں۔ سامان والے اونٹ وہ بھگا کر لے گئے۔ اس لئے جنگ نہ ہوئی۔[2]

مہم (۴۳)......سریہ زید بن حارثہؓ

سریہ (۲۱)......وادی القریٰ (رمضان ۶ ھ)

حضرت زید بن حارثہؓ سامان تجارت لے کر شام کی طرف گئے تو

۱......انوار قیادت ص۳۳۰، زرقانی ۲......انوار قیادت، ابن سعد، زرقانی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

خزاری قبیلہ والوں نے لوٹ لیا۔ ان کی سردار فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر تھی۔ انہوں نے قافلے والوں کو خوب مارا پیٹا۔ جب حضرت زیدؓ اچھے ہوئے تو تمام واقعہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ایک جماعت کو ان کے ہمراہ کیا۔ انہوں نے تیزی سے سفر کر کے صبح سویرے خزاریوں پر حملہ کر دیا اور اُن کو اُن کی سردار سمیت قتل کر دیا۔ اور اس کی خوبصورت بیٹی جاریہ بنت مالک بن خذیفہ بن بدر کو گرفتار کر کے ہمراہ لائے۔ اس کو حضرت حزنؓ بن ابی وہب کو ہبہ کر دیا۔ آپ نے اس لڑکی کو قریش کے پاس بھیج کر مسلمانوں کو رہا کرایا۔[1]

خادم اہلسنّت عبدالوحید

مہم (۴۴)......سریہ عبداللہؓ بن عتیک

سریہ (۲۲)......قتل ابورافع سلام بن الحقیق (رمضان ۶ ھ)

غزوہ احزاب میں ابو رافع اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ قریش اور غطفان کو اسی نے اہل ایمان کے خلاف اُبھارا۔ قریش کے دین کو بہترین قرار دیا۔ غزوہ احزاب میں اتحادیوں کی ناکامیوں کے بعد بھی وہ اپنی کوششوں میں لگا رہا۔ قبائل غطفان اور بنو سعد وغیرہ کو پھر اُبھارا، لیکن مجاہدین کی بروقت کارروائی سے اس کو ناکامی ہوئی۔ تاہم اس نے ایک بڑی جمعیت اپنے گرد اکٹھی کر لی۔

---

[1]......انوار قیادت ص۳۳۱، زرقانی ج۲ ص۱۶۲

جناب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عبداللہ بن عتیکؓ، حضرت عبداللہ بن انیسؓ، حضرت ابوقتادہؓ، حضرت اسد بن خزاعیؓ اور حضرت مسعود بن سنانؓ کو ابورافع یہودی کے قتل پر روانہ کیا۔ یہ لوگ شام کو خیبر پہنچے اور رات کو ابورافع کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ یہود کی زبان جانتے تھے۔ اس کی بیوی نے پوچھا: کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ابو رافع کے لئے ہدیہ لایا ہوں۔ اس نے دروازہ کھولا تو سب اندر گھس گئے۔ اس کی بیوی کو تلوار کی نوک پر شور مچانے سے باز رکھا اور ابورافع کو سب نے مل کر قتل کر دیا اور وہاں سے بحفاظت نکل آئے۔

ابورافع کی بیوی نے شور مچایا تو تین ہزار (۳۰۰۰) آدمی ان کی تلاش میں نکلے لیکن کسی کو نہ پا سکے۔ وہ دو دِن ایک نالے میں روپوش رہے اور تیسرے دِن واپس آئے۔ جناب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: تمہارا چہرہ مبارک ہو۔ تو انہوں نے بھی جواباً کہا: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا چہرہ بھی مبارک ہو۔[1]

مہم (۴۵)......سریہ عبداللہ بن رواحہؓ

سریہ (۲۳)......قتل اسیر بن ازرم یہودی (شوال ۶ ھ)

ابورافع کے قتل کے بعد یہودیوں نے متفقہ طور پر اسیر بن ازرم

[1]......انوار قیادت ص۳۳۱، زرقانی ج۲

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہودی کو اپنا سربراہ چن لیا۔ اس نے بھی ابورافع کی طرح غطفان سے معاہدہ کیا اور دیگر قبائل میں جا کر جمعیت اکٹھی کرنا شروع کی۔

جب حضرت رسول پاک ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو تیس (۳۰) مجاہدینؓ کے ہمراہ اس کے قتل پر مامور کیا۔ انہوں نے جا کر اسیر بن ازرم کو کہا کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ تمہیں خیبر پر عامل مقرر کر دیں۔ اس لئے ہمارے ساتھ چلو۔ وہ لالچ میں آ گیا اور تیس (۳۰) یہود کے ہمراہ روانہ ہوا۔ راستے میں اس کو شک گزرا تو اس نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی تلوار پر ہاتھ ڈالا۔ تو انہوں نے للکارا کہ اللہ کے دشمن! بدعہدی کرتا ہے۔ اس کو تلوار ماردی۔ اس نے بھی ان پر وار کیا جس سے یہ زخمی ہو گئے۔ اہل ایمان نے یہود پر حملہ کر دیا۔ جنگ میں اکثر یہود مارے گئے۔ چند ایک جانیں بچا کر بھاگ گئے۔ اسیر بن ازرم بھی قتل کر دیا گیا۔[۱]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۴۶)......سریہ کرز بن جابر فہریؓ

سریہ (۲۴)......العرنیین (شوال ۶ھ)

قبیلہ عرینہ کے آٹھ (۸) آدمی مدینہ منورہ آئے تو بیمار ہو گئے۔ ان کو قبا کے علاقہ میں بھیج دیا گیا۔ جہاں وہ صحت مند ہو گئے۔ ان لوگوں نے

۱......انوار قیادت ص۳۳۲، زرقانی ج۲ ص۱۷۰، طبقات ابن سعد ج۲

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غلام حضرت یسارؓ کی آنکھیں نکال ان کو شہید کر دیا۔ اور اونٹ لے کر بھاگ گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ سُن کر بہت دُکھ ہوا۔ چنانچہ بیس (۲۰) سواروں کے ہمراہ حضرت کرز بن جابر فہریؓ کو ان کی گوشمالی کے لئے روانہ فرمایا۔ ان لوگوں نے عرینہ والوں کو گھیر لیا اور باندھ کر واپس چراگاہ میں لے آئے۔ اور سب کو وہیں تہہ تیغ کر دیا اور اونٹنیوں کو بھی واپس لے آئے سوائے ایک کے جو انہوں نے ذبح کر کے کھالی تھی۔[1]

مہم (۴۷)

سریہ (۲۵)......سریہ عمرو بن امیہ ضمریؓ (شوال ۶ ھ)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

ابوسفیان نے جب دیکھا کہ اہل ایمان حرب وضرب میں ان سے سبقت لے گئے تو دیگر سرداروں کے ساتھ مشورہ کر کے حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو لالچ دے کر جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قتل پر تیار کیا اور ایک اونٹ زادِ راہ دے کر روانہ کیا۔ جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ شخص بدی کا ارادہ رکھتا ہے۔ حضرت اسید بن حضیرؓ نے پکڑ کر تلاشی لی تو خنجر نیچے گر پڑا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن سے کہا کہ اگر سچ کہا تو چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے تمام تفصیل بتا دی۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں معاف فرما دیا۔ وہ اسلام لے

[1]......انوار قیادت ص۳۳۲، زرقانی ج۲ ص۱۲۳

آئے۔ آپ ﷺ نے ان کو واپس بھیجا کہ جاؤ ابوسفیان کو قتل کر دو۔ معاویہ بن ابی سفیان نے دیکھ کر پہچان لیا اور شور مچا دیا، جس پر وہ بھاگ کر واپس آ گئے۔[1]

اس کے بعد غزوہ حدیبیہ ہے جہاں آنحضرت ﷺ جنگ کے ارادے سے تشریف نہیں لے گئے تھے۔ لیکن جہاں مشرکین آپ ﷺ کے سدِّ راہ بن کر جنگ پر آمادہ ہو گئے تھے۔

مہم (۴۸)......صلح معاہدہ حدیبیہ (۶ھ)

صلح حدیبیہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فتح مبین کے نام سے یاد کیا ہے۔ اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ ۱۵۲۵ صحابہ کرامؓ عمرہ کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔

اہل مکہ کا ردّعمل قریش مکہ کو پتہ چلا تو ان کا ردّعمل سخت تھا۔ مکہ سے باہر بلاح کے مقام پر فوجیں اکٹھی کر رہے تھے۔ کتنی فوجیں تھیں، اس سلسلہ میں تاریخ خاموش ہے۔ البتہ دو سو (۲۰۰) سواروں کا ایک دستہ آگے ضرور بھیجا کہ مسلمانوں کے حالات معلوم کرے۔ کہتے ہیں کہ اس دستہ کی کمانڈ خالد بن ولید (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کر رہے تھے اور وہ قرۃ الغمیم تک پہنچ گیا۔

---

[1]......انوار قیادت ص ۳۳۳، زرقانی ج ۲، سیرت مصطفیٰ ﷺ ادریس کاندھلوی ج ۲

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

دوسری طرف حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حدیبیہ کے مقام تک پہنچ گئے۔ قریش کے رسالہ نے جب یہ دیکھا تو واپس مکہ چلے گئے اور اہل مکہ کو حالات سے آگاہ کیا۔ حدیبیہ کے مقام پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اونٹ بیٹھ گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس بے چارے کی کیا طاقت کہ ایسا کچھ خود کرے۔ وہ عظیم طاقت جس نے (ابرہہ کے) ہاتھیوں کو مکہ سے روکا تھا، اُس نے اس اونٹ کو بھی آج کے دِن آگے جانے سے منع کر دیا ہے۔ بخدا قریش اب جو مناسب شرط میرے سامنے پیش کریں گے یا کہیں گے میں سب کچھ مان لوں گا۔ اوراس کے بعد پڑاؤ کا حکم دے دیا۔

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو سفیر بنا کر اہل مکہ کو سمجھانے کے لئے بھیجا گیا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کی پناہ میں مکہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پیغام پہنچایا۔

سب نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ اس سال تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ تم اگر چاہو تو تنہا طواف کر سکتے ہو۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں بغیر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کبھی طواف نہ کروں گا۔ قریش یہ سُن کر خاموش ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو روک لیا۔

اوراِدھر یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان غنیؓ شہید کر دیئے گئے۔[1]

---

[1]...... ماخوذ از کتاب ''رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جنگی حکمت عملی'' ص۱۷۰، طبری، تاریخ خلیفہ، سیرت ابن ہشام ج۲، زرقانی ج۲ص۱۸۰۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بیعت رِضوان رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا اور یہ فرمایا کہ جب تک میں ان سے بدلہ نہ لوں گا، یہاں سے حرکت نہ کروں گا۔ اور وہیں کیکر کے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں فروکش تھے، بیعت لینی شروع کر دی کہ جب تک جان میں جان ہے، کافروں سے جہاد وقتال کریں گے۔ مر جائیں گے مگر بھاگیں گے نہیں۔

سب سے پہلے حضرت ابو سنان اسدیؓ نے بیعت کی۔ معجم طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جب بیعت کے لئے بلایا تو سب سے پہلے حضرت ابو سنانؓ آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کس چیز کی بیعت کرتا ہے؟ حضرت ابوسنانؓ نے کہا: اس چیز پر جو میرے دِل میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے دِل میں کیا ہے؟ حضرت ابوسنانؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے دِل میں یہ ہے کہ اس وقت تک تلوار چلاتا رہوں جب تک اللہ عز وجل آپ کو غلبہ نصیب فرمائے یا اس کی راہ میں مارا جاؤں۔ آپ ﷺ نے ان کو بیعت فرمایا اور اسی پر سب نے بیعت کی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت سلمہؓ بن اکوع نے تین مرتبہ بیعت کی، ابتداء میں اور درمیان میں اور اخیر میں۔ اور جب بیعت سے فارغ ہوئے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ کر یہ فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جانب سے ہے۔ ١

داہنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تھا اور بایاں ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو ذکر کر کے فرمایا کرتے تھے کہ میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے کہیں بہتر تھا۔ ٢

اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں، جس کا اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح میں ذکر فرمایا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (الفتح آیت ١٨ تا ١٩)

ترجمہ: تحقیق اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جس وقت کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اخلاص جو کچھ بھرا ہوا ہے، وہ اللہ کو خوب معلوم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی خاص سکینت اور طمانیت کو اتار دیا اور انعام میں ان کو قریبی فتح عطا فرمائی

---

١ ...... بخاری الجامع الصحیح ج ٢ ص ٥٩٩ باب غزوہ الحدیبیہ کتاب المغازی،

٢ ...... زرقانی شرح مواہب ج ٢ ص ٢٠٦ تا ٢٠٨

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور اس کے علاوہ بھی بہت سی Gں کو لیں گے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر غلط تھی۔ قریش کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے اور صلح نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کیا۔[1]

قبیلہ خزاعہ اگرچہ ہنوز مشرف باسلام نہ ہوا تھا، لیکن ہمیشہ سے رسول اللہ ﷺ کا حلیف، خیر خواہ اور راز دار تھا۔ مشرکین مکہ آپ کے خلاف جو سازشیں کرتے اس سے آپ کو مطلع کیا کرتا تھا۔ اس قبیلہ کے سردار بدیل بن ورقاء قبیلہ خزاعہ کے چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قریش نے نواحی حدیبیہ میں پانی کے بڑے بڑے چشموں پر آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر عظیم جمع کیا ہے کہ آپ ﷺ کو کسی طرح مکہ میں داخل نہ ہونے دیں اور دودھ والی اونٹنیاں ان کے ساتھ ہیں (یعنی طویل قیام کا ارادہ ہے، کھاتے پیتے رہیں اور مقابلہ کے لئے ڈٹے رہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم فقط عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ لڑائی نے قریش کو نہایت کمزور کر دیا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو میں ان کے لئے ایک مدت صلح کی مقرر

---

[1]......ابن حجر، فتح الباری ج ۷ ص ۳۴۵

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

کر دوں۔ اس مدت میں ایک دوسرے سے کوئی تعرض نہ کرے اور مجھ کو اورعرب کو چھوڑ دیں۔ اگر اللہ کے فضل سے میں غالب ہوا تو وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں اور فی الحال چند روز کے لئے تم کو آرام ملے۔ اور اگر بالفرض عرب غالب آئے تو تمہاری تمنا پوری ہو گئی۔ لیکن میں تم سے یہ کہے دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اس دین کو غالب کر کے رہے گا۔ اور اس دین کے ظہور اور غلبہ اور فتح اور نصرت کا جو وعدہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اور اگر وہ اس بات کو نہ مانیں تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں ضرور ان سے جہاد و قتال کروں گا، یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے۔ بدیل آپ ﷺ کے پاس سے اُٹھ کر قریش کے پاس گئے اور یہ کہا کہ میں اس شخص کے پاس سے ایک بات سُن کر آیا ہوں۔ اگر چاہو تو تم پر پیش کروں۔ جو احمق اور نادان تھے، انہوں نے کہا: ہمیں ضرورت نہیں، ہم ان کی کوئی بات سننا نہیں چاہتے۔ مگر جو ان میں ذی رائے اور سمجھ دار تھے، انہوں نے کہا: ہاں بیان کرو۔

بدیل نے کہا: تم لوگ جلد باز ہو۔ محمد (ﷺ) لڑائی کے لئے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ قریش نے کہا: بے شک وہ لڑائی کے ارادہ سے نہیں آئے لیکن مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

عروہ بن مسعود نے اُٹھ کر کہا: اے قوم! کیا میں تمہارے لئے بمنزلہ باپ کے اور تم میرے لیے بمنزلہ اولاد کے نہیں؟ لوگوں نے کہا: بے شک کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا: کیا تم میرے ساتھ کسی قسم کی بدگمانی رکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ عروہ نے کہا: اس شخص (یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے تمہاری بھلائی اور بہتری کی بات کہی ہے۔ میرے نزدیک اس کو ضرور قبول کر لینا چاہیے۔ اور مجھ کو اجازت دو کہ میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) سے مل کر اس بارے میں گفتگو کروں۔ لوگوں نے کہا: بہتر ہے۔

عروہ نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وہی فرمایا کہ جو بدیل سے فرما چکے تھے۔ عروہ نے کہا: اے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! تم نے سنا بھی ہے کہ کسی نے اپنی قوم کو خود ہلاک اور برباد کیا ہو؟ علاوہ ازیں اگر دوسری صورت پیش آئی (یعنی قریش کو غلبہ ہوا) تو میں دیکھتا ہوں کہ مختلف قوموں کے لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ اس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے عروہ کو فرمایا کہ ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ عروہ نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوبکرؓ ہیں۔ عروہ نے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھ پر احسان نہ ہوتا، جس کا میں اب تک بدلہ نہیں دے سکا، تو ضرور جواب دیتا۔

یہ کہہ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے گفتگو شروع کر دی۔ اور جب کوئی بات

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کرتے تو رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگاتے۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ (یعنی عروہ کے بھتیجے) مسلح تلوار لئے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر کھڑے ہوئے تھے، بارگاہِ نبوی میں اپنے چچا کی یہ جرأت گوارا نہ ہوئی اور فوراً عروہ سے کہا: اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک سے ہٹا۔ ایک مشرک کے لئے کسی طرح زیبا نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو مس کر سکے۔ حضرت مغیرہؓ چونکہ خود وغیرہ پہنے ہوئے تھے، اس لئے عروہ نے ان کو پہچانا نہیں اور غصہ ہو کر آپ سے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا بھتیجا مغیرہؓ بن شعبہ ہے۔ اب عروہ نے حضرت مغیرہؓ کو پہچانا۔ عروہ بن مسعود مذاکرات کے بعد واپس چلے گئے۔

حضرت مغیرہؓ مسلمان ہونے سے پہلے چند رفقاء کے ساتھ سفر کر کے مقوقس شاہ مصر کے پاس گئے تھے۔ بادشاہ نے بہ نسبت حضرت مغیرہؓ کے دوسرے رفقاء کو زیادہ انعامات دیئے، جس سے انہیں بہت رنج ہوا۔

رفقاء راستہ میں ایک مقام پر ٹھہرے اور شراب پی کر خوب غفلت کی نیند سوئے۔ حضرت مغیرہؓ نے موقع پا کر ان سب کو قتل کر ڈالا اور ان کا مال لے کر مدینہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام تو قبول کرتا ہوں مگر مال سے مجھ کو کوئی تعلق نہیں، کیوں کہ وہ دھوکہ اور دغا سے لیا گیا ہے۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے حضرت مغیرہؓ کے اُن مقتول آدمیوں کی دیت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

دے کر قصہ کو رفع دفع کیا تھا۔

عروہ کے واپس جانے کے بعد قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو صلح کے لئے پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: "قد سھل لکم من امرکم (البتہ تمہارا معاملہ کچھ سہل ہوگیا)[1]۔" اور یہ فرمایا کہ قریش اب صلح کی طرف مائل ہو گئے ہیں، اس شخص کو صلح کے لئے بھیجا ہے۔

سہیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیر تک صلح اور شرائطِ صلح پر گفتگو ہوتی رہی۔ جب شرائط صلح طے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریری معاہدہ کا حکم دیا اور سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھنے کا حکم دیا۔

عرب کا قدیم دستور یہ تھا کہ سرنامہ پر بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ لکھا کرتے تھے۔ اس بناء پر سہیل نے کہا: میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو نہیں جانتا۔ قدیم دستور کے مطابق بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ لکھو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا یہی لکھو۔ اور پھر فرمایا: یہ لکھو:

هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

(یعنی) یہ وہ عہد نامہ ہے، جس پر محمد اللہ کے رسول (ﷺ) نے صلح کی ہے۔

---

[1]......یعنی پورا سہل تو نہیں ہوا لیکن کچھ نہ کچھ سہل ہو گیا۔ یہ من تبعیضیہ کا ترجمہ ہے، جو قد سھل لکم من امرکم میں لفظ من ہے۔ (زرقانی' ج ۲: ص ۱۹۴)

سہیل نے کہا: اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو پھر نہ آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ سے لڑتے۔ بجائے محمد رسول اللہ کے محمد بن عبداللہ لکھئے۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اللہ کا رسول ہوں، اگرچہ تم میری تکذیب کرو۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا: یہ الفاظ مٹا کر ان کی خواہش کے مطابق خالی میرا نام لکھ دو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں تو ہرگز آپ کا نام نہ مٹاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: اچھا وہ جگہ دکھلاؤ جہاں تم نے لفظ رسول اللہ لکھا ہے۔ حضرت علیؓ نے انگلی رکھ کر وہ جگہ بتلائی۔ آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے اس لفظ کو مٹایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو محمد بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا۔[1]

شرائط صلح حسب ذیل تھے:

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

شرائطِ صلح

۱۔ دس سال تک آپس میں لڑائی موقوف رہے گی۔

۲۔ قریش میں جو شخص بغیر اپنے ولی اور آقا کی اجازت کے مدینہ جائے گا، وہ واپس کیا جائے گا، اگرچہ وہ مسلمان ہو کر جائے۔

---

[1]...... بعض روایات میں فکتب رسول اللہ ﷺ کا لفظ آیا ہے وہ اسناد مجازی پر محمول ہے۔ یعنی امر بالکتاب یعنی کتابت کا حکم دیا۔ جیسا کہ کتب الی قیصر و کسری میں اسناد مجازی ہے۔ اس لئے نصوص قرآنیہ اور احادیث متواتر سے نبی کریم ﷺ کا اُمّی ہونا واضح ہے۔ اور اس واقعہ میں علیؓ کے ہاتھ صلح نامہ لکھوانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ و قد قال قائلھم فی ذلک شعرا

۳۔ اور جو شخص مسلمانوں میں سے مدینہ سے مکہ آجائے تو اس کو واپس نہ دیا جائے گا۔

۴۔ اس درمیان میں کوئی ایک دوسرے پر تلوار نہ اُٹھائے گا اور نہ کوئی کسی سے خیانت کرے گا۔

۵۔ محمد (ﷺ) امسال بغیر عمرہ کے مدینہ واپس ہو جائیں۔ مکہ میں داخل نہ ہوں۔ سال آئندہ صرف تین دن مکہ میں رہ کر عمرہ کر کے واپس ہو جائیں۔ سوائے تلواروں کے اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہوں اور تلواریں بھی نیام یا غلاف میں ہوں۔

۶۔ قبائل متحدہ کو اختیار ہے کہ جس کے معاہدہ اور صلح میں شریک ہونا چاہیں، شریک ہو جائیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

چنانچہ بنو خزاعہ آپ کے عہد میں اور بنو بکر قریش کے عہد میں شریک ہو گئے۔ بنو خزاعہ آپ کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے اور بنو بکر قریش کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے۔

صلح نامہ ابھی لکھا ہی جا رہا تھا کہ سہیل کے بیٹے حضرت ابو جندلؓ پا بہ زنجیر قید سے نکل کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو پہلے سے مشرف با اسلام ہو چکے تھے اور کفارِ مکہ طرح طرح کی ان کو ایذائیں پہنچا رہے تھے۔ سہیل نے کہا: یہ پہلا شخص ہے کہ جو عہد نامہ کے مطابق واپس ہونا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا نہیں گیا۔ یعنی لکھے جانے اور دستخط ہو جانے کے بعد اس پر عمل شروع ہونا چاہیے۔ آپ نے بار بار سہیل سے کہا کہ ابو جندلؓ کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے، مگر سہیل نہیں مانا۔ بالآخر آپ ﷺ نے حضرت ابو جندلؓ کو سہیل کے حوالہ کر دیا۔

مشرکین مکہ نے حضرت ابو جندلؓ کو طرح طرح سے ستایا تھا، اس لئے انہوں نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: اے گروہ اسلام! میں کافروں کے حوالے کیا جا رہا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر حضرت ابو جندلؓ کو تسلی دی اور فرمایا:

یا ابا جندل اصبروا احتسب فانا لا تغدروا ان الله جاعل لک فرجا و مخرجا

(یعنی) اے ابو جندلؓ! صبر کرو اور اللہ سے اُمید رکھو۔ ہم خلاف عہد کرنا پسند نہیں کرتے اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ عنقریب تمہاری نجات کی کوئی صورت نکالے گا۔

الغرض ان شرائط کے ساتھ صلح نامہ مکمل ہو گیا اور فریقین کے دستخط ہو گئے۔ مسلمانوں میں سے ان کے دستخط ہوئے:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق بن ابی قحافہؓ (۲) حضرت عمرؓ فاروق بن الخطاب (۳) حضرت عثمانؓ ذوالنورین بن عفان (۴) حضرت علیؓ المرتضیٰ بن ابی طالب کاتب عہد نامہ (۵) حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۶) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (۷) حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح (۸) حضرت محمدؓ بن مسلمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اور مشرکین کی طرف سے متعدد آدمیوں کے دستخط ہوئے، من جملہ ان کے: (۱) یطب بن عبدالعزیٰ (۲) مکرز بن حفص (۳) سہیل بن عمرو۔

اور صلح نامہ کا ایک نسخہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ایک نسخہ سہیل بن عمرو کے پاس رہا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۷۱)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کا کچھ حصہ حل میں ہے اور کچھ حرم میں ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تو حل میں تھا مگر نمازیں حدودِ حرم میں آ کر ادا فرماتے تھے۔

لہٰذا جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے کہ وہ حرم کے قریب ہو تو نمازیں حدودِ حرم ہی میں پڑھنی چاہئیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہی عمل تھا۔

نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک لاکھ نمازوں کا ثواب مسجد حرام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ حدودِ حرم میں جہاں کہیں بھی ادا کرے گا، ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملے گا۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہؓ کو نحر اور حلق کا حکم دیا اور صحابہؓ نے اس میں ذرا توقف کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ کے مشورہ پر عمل فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے مشورہ کرنا جائز

۱......ابن قیم حوالہ مذکور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے، بشرطیکہ ان کا فہم اور فراست، تقویٰ اور دیانت قابل اطمینان ہو۔ ۱

سہیل بن عمرو کے اصرار سے آپ ﷺ نے بجائے **بسم اللّٰہ** کے **باسمک اللّٰھم** لکھنا منظور فرمایا۔ اگرچہ بسم اللہ کا لکھنا اولیٰ اور افضل تھا، مگر چونکہ **باسمک اللّٰھم** بھی حق اور درست تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اولیٰ اور افضل پر اصرار نہ فرمایا۔

بیعت کی فضیلت

بیعت بیع سے مشتق ہے جس کے معنی فروخت کرنے کے ہیں۔ اصطلاحِ شریعت میں اپنے نفس کو معاوضہ جنت، اللہ عز وجل کے ہاتھ فروخت کر دینے کا نام بیعت ہے۔ نفس مبیع ہے اور جنت اس کا ثمن ہے۔ انسان بائع ہے اور اللہ عز وجل مشتری ہے۔ تمام عقلاء کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ بیع ہو جانے کے بعد مبیع ملک بائع سے نکل کر ملک مشتری میں داخل ہو جاتی ہے۔ مشتری ہی تمام تصرفات کا مالک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مومن بیعت کر لینے کے بعد اپنے نفس کا مالک نہیں رہتا۔ اس لئے مومن کو چاہیے کہ اب نفس میں اپنی رائے سے کوئی تصرف نہ کرے۔

مگر یہ معاملہ حق جل وعلا سے براہ راست نہیں ہوتا۔ حضرات انبیاء اللہ علیہم الف الف صلوات اللہ اور اس کے وارثین کے توسط سے ہوتا ہے۔

حضراتِ صحابہؓ نے جب نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی

۱..... سہیلی روض الانف ج ۲ ص ۲۳۲

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

تو اصل بیعت اللہ عزوجل سے تھی اور رسول اللہ ﷺ درمیان میں وکیل اور کفیل تھے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (الفتح آیت ۱۰)

ترجمہ: تحقیق جو لوگ آپ (ﷺ) سے بیعت کرتے ہیں، جز ایں نیست کہ وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

صحیح بخاری میں سہیل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ یُضْمِن لِیْ مَا بَیْنَ لحییه و رجلیه اضمن لَهُ الْجَنَّةَ[1]

ترجمہ: کون ہے جو اپنے جبڑوں اور پیروں کے درمیان کا ذمہ دار بنے (یعنی) زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کا ذمہ لے، تو میں اس کے لئے جنت کا کفیل اور ضامن ہوں۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو ثمن یعنی جنت کا ضامن قرار دیا ہے کہ اگر اہل ایمان اس کی ضمانت اور ذمہ داری کریں کہ زبان اور شرم گاہ میں کوئی تصرف اللہ عزوجل کی مرضی کے خلاف نہ کریں گے، جو ہمارا مشتری ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی مبیع (نفس)

[1]...... بخاری الجامع الصحیح ج ۱ ص ۹۵۸، ۹۵۹ باب حفظ اللسان کتاب الرقاق

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کا اور ثمن اور قیمت یعنی جنت دلانے کا کفیل اور ضامن ہوتا ہوں۔

اس حدیث میں یضمن اور اضمن کا لفظ اسی بیع کی طرف مشیر ہے۔ اس لئے کہ ضمانت اور کفالت بیع ہی میں ہوتی ہے۔ مبیع میں اگر کوئی عیب نکلے تو مشتری کو خیارِ عیب کی وجہ سے اس کے رد کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ لیکن مشتری اگر مبیع کے عیب کو دیکھ کر یہ کہہ دے کہ رضیت (میں راضی ہو گیا) تو خیار عیب ساقط ہو جاتا ہے۔ اور بیع بالکل مکمل ہو جاتی ہے۔ مشتری کی جانت سے رد اور فسخ کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ حضراتِ صحابہؓ نے جب درخت کے نیچے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح آیت ۱۸)

ترجمہ: البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان مومنین سے جنہوں نے درخت کے نیچے آپ (ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اپنا خیار عیب ساقط فرمایا اور یہ ظاہر کر دیا کہ ان حضرات نے اللہ عز و جل سے معاملہ بیع کیا ہے، وہ کبھی فسخ نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی رضا ظاہر فرما کر اپنا خیار ساقط فرمایا ہی ہے لیکن حضراتِ صحابہ ؓبھی ''رَضِيْنَا بِاللّٰه'' کہہ کر اپنا خیار ساقط کر چکے ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (البینہ آیت ۸)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی عیب کا امکان نہیں لیکن صحابہؓ نے ”رضیت“ کہہ کر فسخ و اقالہ کے امکان کو بھی ختم کر دیا۔ غرض یہ کہ طرفین اپنی اپنی رضا اور خوش نودی ظاہر کر کے اپنا اپنا خیار ساقط کر چکے ہیں۔ بیع بالکل مکمل ہو چکی۔ حضراتِ صحابہؓ اپنے نفوس اللہ عز و جل کے حوالہ اور سپرد کر چکے۔ بمقتضائے وعدہ الٰہی ان کے نفوس کا ثمن (یعنی جنت) اللہ کے ذمہ واجب ہے۔ حضرات صحابہؓ کے سوا سب کا معاملہ خطرہ میں ہے۔ معلوم نہیں کس کس کی مبیع کو خیار عیب کی بناء پر رد کیا جائے گا اور بہت سے لوگ تو دُنیا ہی میں اللہ عز و جل سے اپنی بیع کا اقالہ کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا تھا:

اقلنی بیعتی (یعنی) میری بیعت واپس کر دیجیے۔

اصطلاحِ فقہاء میں اقالہ متعاقدین کے حق میں فسخ اور ثالث کے حق میں بیع جدید ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی بدنصیب حق تعالیٰ جل و علا سے اپنی بیعت کا اقالہ کرتا ہے تو اس کے اور حق تعالیٰ کے مابین تو فسخ بیع ہوتا ہے اور ثالث یعنی شیطان کے حق میں بیع جدید ہوتی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ النعمانؒ کا مسلک ہے:

لَا رِبٰو بَیْنَ الْمَوْلٰی وَ عَبْدِہ

(یعنی) غلام اور آقا کے مابین سود نہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس لئے کہ خود غلام کے پاس جو کچھ ہے وہ سب مولیٰ ہی کی ملک ہے۔ ہم چونکہ غلام سے بڑھ کر غلام ہیں، آخر اس خداوند ذوالجلال کے بندہ ہی ہیں اور بندے بھی ایسے بندے کہ کسی طرح اس کی عبدیت سے آزاد نہیں ہو سکتے اور نہ بحمد للہ ہم اس کی عبدیت سے آزاد ہونا چاہتے ہیں، اسی لیے وہ خداوند ذوالجلال ہم سے ایک حسنہ نیکی لے کر کم از کم دہ گونہ (دس گنا) اجر دیتا ہے۔

یمحق اللّٰہ الرّبوا وَ یربِی الصَّدَقَات

الحاصل: جن حضرات نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور ان کے دِلوں کو سکینت اور طمانیت کی بیش بہا دولت سے معمور کیا اور فتح قریب اور مغانم کثیرہ کا ان سے وعدہ فرمایا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کما قال اللہ تعالیٰ:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَ اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ○ وَّ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ○ (الفتح آیت ۱۸ تا ۱۹)

ترجمہ: تحقیق اللہ راضی ہوا مومنین سے جس وقت کہ وہ آپ (ﷺ) سے بیعت کر رہے تھے، درخت کے نیچے۔ پس جانا اللہ نے جو کچھ ان کے دِلوں میں ہے۔ پس اتاری اللہ نے ان پر اپنی

تسکین اور انعام میں دی قریبی فتح اور بہت سی غنیمتیں جو آئندہ حاصل کریں گے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اور سورۂ توبہ میں بیعت کو فوزِ عظیم فرمایا۔ کما قال تعالیٰ:

فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (التوبہ آیت ۱۱۱)

ترجمہ: پس خوشیاں کرو اس سودے پر جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور یہ بڑی ہی کامیابی کا معاملہ ہے۔

اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اسلام پر اور کبھی ہجرت اور کبھی جہاد پر اور کبھی ترکِ منکرات پر وغیرہ ذالک ان امور پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیعت لینا احادیث صحیحہ سے ثابت اور مسلم ہے۔ مثلاً:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

☆ اللہ کی نافرمانی نہ کریں گے۔

☆ اللہ کی عبادت کریں گے، پانچوں نمازیں ٹھیک ٹھیک ادا کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے۔

☆ اپنے امیر اور والی کی اطاعت کریں گے، جب تک کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے۔

☆ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔

☆ والدین کے ساتھ احسان کریں گے۔

☆ زنا اور چوری نہ کریں گے۔

☆ اولاد کو قتل نہ کریں گے۔

☆ کسی پر بہتان نہ باندھیں گے۔

☆ ہر مسلمان کی خیر خواہی کریں گے۔

☆ کسی سے سوال نہ کریں گے (یعنی بھیک نہ مانگیں گے)۔[1]

ان آیاتِ صریحہ اور احادیث صحیحہ کے بعد بیعت کے مسنون اور مستحسن اور موجب خیر و برکت ہونے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ ﷺ جس طرح کتاب اور حکمت کے معلم اور امت کے دِلوں کے مزکی یعنی صیقل اور جلا کرنے والے تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ کے خلیفہ بھی تھے۔ جو بیعت آپ ﷺ نے خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے لی، وہ خلفاء کے لئے سنت ہوئی اور جو بیعت آپ نے معلم الکتاب والحکمہ اور مزکی ہونے کی حیثیت سے لی، وہ علماء ربانیین اور اہل اللہ اور عارفین کے لئے سنت ہوئی۔

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ غائبانہ بیعت بھی صحیح ہے۔

---

[1]...... ابن حجر، فتح الباری ج ۱ ص ۶۰ تا ۶۴، علی المتقی، کنز العمال ج ۱ ص ۲۵ احکام البیعۃ فصل خامس، سیرت مصطفےٰ ﷺ از مولانا ادریس کاندھلوی ج ۲۔

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

حضرت سلمہؓ بن اکوع کا تین بار بیعت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ بیعت کی تجدید اور اس کا تکرار مسنون اور مستحب ہے۔

حدیبیہ میں جن صحابہؓ نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، حق جل شانہ نے بلا کسی قید و شرط کے ان سے اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلان فرمایا۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ اور فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ سے ان کے دِلی اخلاص کو بیان فرمایا اور و انزل السکینۃ علیھم سے ان کے اطمینان اور ایقان قلب کو بیان فرمایا کہ ان کے قلوب بالکلیہ مطمئن ہیں۔ اضطراب کا کہیں نام و نشان نہیں اور ظاہر ہے کہ جس سے اللہ راضی ہو اور جس کے دِل پر سکینت وطمانیت کو نازل فرمایا ہو، ایسا شخص نہ فی الحال منافق اور نہ فی المآل مرتد ہوسکتا ہے۔ احادیث میں ان کے بہت فضائل آئے ہیں۔

چنانچہ مسند احمد بن حنبل میں حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> جن لوگوں نے درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی ہے، ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے گا۔

اور آیۃ مذکورہ میں لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ سے ان کا مومن مخلص اور اللہ کا مرضی اور پسندیدہ ہونا صاف ظاہر ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرات شیعہ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ کو ذرا غور سے پڑھیں کہ کس طرح حق تعالیٰ شانہ نے ان کے دِلوں کے اخلاص کو ذکر فرمایا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہؓ کرام کا یہ عمل تقیہ کی بناء پر نہ تھا، بلکہ اخلاص اور صدق نیت سے تھا۔ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ کے بعد تقیہ کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ جب خدا تعالیٰ نے ان کے دِلی اخلاص کی شہادت دے دی تو اب نفاق اور تقیہ کا احتمال ختم ہوا اور اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً سے دور تک کا سلسلہ کلام چلا گیا ہے۔ جس میں انہی حضرات سے فتح خیبر اور مغانم کثیرہ اور فتوحاتِ عظیمہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور یہ وعدہ بھی انہی مخلصین سے تھا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

معلوم ہوا کہ جن حضرات پر یہ مغانم تقسیم کئے گئے، وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص اور پسندیدہ بندے تھے۔[1]

اصحابؓ بدر اور حدیبیہ کو جنت کی بشارت

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان:

لَنْ یَّدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَھِدَ بَدْرًا وَ الْحُدَیْبِیَۃَ

ترجمہ: ہرگز جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی ایسے شخص کو جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا۔[2]

---

[1]...... سیرت مصطفیٰ از مولانا ادریس کاندھلوی ج۲ ص۲۰۶، [2]...... احادیث صحیحہ البانی ج۵ حدیث ۲۱۶۰، بحوالہ مسند احمد بن حنبل ج۳ ......(بقیہ برصفحہ 72)

مہم (۴۹)

غزوہ (۲۳)......غزوہ خیبر (محرم ۷ھ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد وہاں تین دِن قیام فرمایا۔ قربانی کی۔ پھر مدینہ شریف واپس آ گئے۔ ذی الحجہ اور نئے سال یعنی ساتویں ہجری کے محرم کے چند دِن گزارے اور پھر خیبر کی مہم پر تیار ہو گئے۔

اس دو ماہ کے عرصہ میں بھی گشتی دستوں کی کارروائیاں جاری تھیں۔ بنی غطفان اور یہودی مدینہ منورہ پر کسی حملہ کے لئے اکثر صلاح مشورہ کرتے رہتے تھے۔

مہم پر روانگی اور طرفین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں دو سو (۲۰۰) سواروں سمیت کل ۱۶۰۰ مجاہدینؓ شامل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر جب مدینہ سے نکلا تو تین حصوں میں تھا اور تین علم بردار جناب حضرت علیؓ المرتضٰی، جناب حضرت سعدؓ بن عبادہ اور جناب حضرت حبابؓ بن منذر تھے۔ آگے آگے حضرت عامرؓ بن الاکوع جو رجز پڑھتے جاتے تھے۔

یہودیوں کے خیبر میں چھ قلعے تھے:

(۱) نعیم (۲) قموص (۳) نطاۃ (۴) قصارۃ (۵) شق (۶) مرابطہ۔

(بقیہ از صفحہ 71)...... حدیث ۱۴۵۳۷ اور حدیث ۱۴۸۳۰، عن جابرؓ و مسلم شریف ج ۷ حدیث ۲۱۹۵ و طبقات ابن سعد ج ۲، اسنادہ جید، رجالہ ثقات، رجال الصحیح و ابن حبان حدیث ۴۷۹۹

حق کی متحرکانہ کارروائیاں

صلح حدیبیہ ۶ھ فتح خیبر ۷ھ

خادم اہلسنت
حافظ عبدالوحید الحنفی

مضبوط ترین قلعہ قموص کا تھا، جس کا سردار عرب کا مشہور پہلوان مرحب تھا۔

یہودیوں کی اس علاقہ میں کل آبادی بیس ہزار (۲۰۰۰۰) سے بھی تجاوز کرتی تھی۔ جس میں مردوں کی تعداد کم از کم دس ہزار تو ہو گی۔ حضور ﷺ نے پہلا حملہ قلعہ نعیم پر کرایا جس کی کمانڈ حضرت محمود بن مسلمہؓ کر رہے تھے۔ خیبر پہنچنے کے دوسرے روز یہ حملہ کرایا اور نعیم یا ناعم کا قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ گو حضرت محمود بن مسلمہؓ خود شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دو اور قلعے بھی آسانی سے فتح ہو گئے۔ لیکن قلعہ قموص جو مرحب کا تخت گاہ تھا، ہر لحاظ سے بڑا مضبوط تھا۔ بعض روایات کے مطابق محاصرہ میں بیس (۲۰) دِن گزر گئے اور باری باری حضور ﷺ صحابہؓ کرام کو اس قلعہ پر حملہ کے لئے لشکر کی سرداری عطا فرماتے تھے۔ لیکن آخر کار کامیابی حضرت علیؓ المرتضٰی کو ہوئی اور آپؓ ہی فاتح خیبر ہیں۔

اس طرح سب قلعے فتح کر لئے گئے۔ تقریباً سو (۱۰۰) کے قریب یہودی مارے گئے اور پندرہ (۱۵) صحابہؓ کرام شہادت کے رُتبہ سے سرفراز ہوئے۔

اُمّ المؤمنین حضرت صفیہؓ حضرت صفیہؓ ایک سردار کنانہ بن ابی کی بیوی تھیں۔ خیبر سے پہلے آپ نے ایک خواب دیکھا کہ چودھویں کا چاند ان کی گود میں آ گیا ہے۔ خاوند کو خواب سنایا تو اُس نے کہا: معلوم ہوتا

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے کہ حجاز کا بادشاہ (یعنی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) تمہارا خاوند بنے گا۔ چنانچہ فتح خیبر کے بعد حضرت صفیہؓ اُمّ المؤمنین بنیں۔[1]

مہم (۵۰)......سریہ عمرؓ بن الخطاب

سریہ (۲۶)......سریہ تربہ (شعبان ۷ھ)

حضرت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عمرؓ فاروق بن الخطاب کو ہوازن کی ایک شاخ کی جانب ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ یہ لوگ مکہ مکرمہ سے چار رات کے فاصلہ پر العباء کے نواح میں رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے پاس تیس (۳۰) مجاہدؓ تھے۔ ہوازن کو خبر ہوگئی تو وہ بھاگ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ حضرت عمرؓ بستی میں داخل ہوئے تو کوئی نہ ملا۔ چنانچہ وہ وہاں سے واپس مدینہ منورہ آ گئے۔[2]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۵۱)......سریہ ابوبکرؓ صدیق

سریہ (۲۷)......نجد (شعبان ۷ھ)

حضرت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو بنوکلب کی جانب ایک جماعت کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ یہ لوگ ضربہ کے نواح میں نجد میں

---

[1]......''رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جنگی حکمت عملی'' ص ۱۸۶، طبری ج ۲، سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۸۵۔ [2]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۳۶۹، سیرت حلبیہ

رہتے تھے۔ مجاہدینؓ نے ان پر حملہ کر دیا۔ اُن کے کچھ لوگ مارے گئے۔ باقی بھاگ گئے۔ مجاہدینؓ کا شعار ''امت'' تھا۔[1]

مہم (۵۲)......سریہ ابوبکرؓ صدیق

سریہ (۲۸)......حوض (شعبان ۷ھ)

سریہ نجد سے واپسی پر حضرت ابوبکرؓ صدیق اپنی جماعت کے ہمراہ ''حوض'' فزارہ پر اُترے اور صلوٰۃ ادا کی۔ جب بنوفزارہ حوض پر آئے تو انہوں نے حملہ کر دیا۔ فریقین میں جنگ ہوئی۔ بنوفزارہ بھاگ گئے۔ کچھ مارے گئے۔ ان کی سردار ایک عورت تھی، جس کی ایک لڑکی بھی تھی۔ دونوں گرفتار ہوئیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو فدیہ کے طور پر اہل مکہ کے پاس بھیج دیا اور کئی مومنوں کو آزاد کرا لیا۔[2]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۵۳)......سریہ بشیرؓ بن سعد

سریہ (۲۹) فدک (شعبان ۷ھ)

حضرت رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت بشیرؓ بن سعد کو تیس (۳۰) مجاہدینؓ کے ہمراہ بنی مرہ کی جانب علاقہ فدک میں روانہ فرمایا۔ بنومرہ کو خبر ہو گئی تو انہوں نے گھات لگا لی۔ اور جب مجاہدینؓ قریب آئے تو ان پر

---

[1]......انوارِ قیادت ص ۳۶۹، [2]......انوارِ قیادت ص ۳۶۹، سیرت حلبیہ ج ۳

حملہ کر دیا۔ فریقین میں جنگ ہوئی۔ دونوں طرف کے لوگوں کا نقصان ہوا۔ حضرت بشیرؓ بن سعد خود بھی شدید زخمی ہوئے اور بڑی مشکل سے واپس آئے۔[1]

مہم (۵۴)......سریہ غالبؓ بن عبداللہ اللیثی

سریہ (۳۰)......المغیصہ (رمضان ۷ھ)

حضرت رسول پاک ﷺ نے حضرت غالبؓ بن عبداللہ اللیثی کو ایک جماعت کے ہمراہ جہینہ کے ''حرکات'' کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے جاسوس بھیج کر حالات معلوم کیے۔ پھر جماعت میں ہر آدمی کا ساتھی بنایا اور ان کو کسی حالت میں جدا نہ ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا: ''میں تمہیں فرماں برداری کی وصیت کرتا ہوں۔ جو نافرمانی کرتا ہے، اس کی کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہوتی۔ جب میں 'نعرۂ تکبیر' بلند کروں تو سب 'اللہ اکبر' کہہ کر حملہ کر دو۔'' چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔[2]

مہم (۵۵)......سریہ بشیرؓ بن سعد

سریہ (۳۱)......یمن و جبار (شوال ۷ھ)

حضرت رسول اللہ کو معلوم ہوا کہ عینیہ بن حصن اہل غطفان کو مدینہ

---

[1]...... انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص۳۷۰، طبری ج۲ حصہ اول ص۲۶۰ ،

[2]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدرالمنیر ص۳۷۰، زرقانی ج۲، سیرت مصطفی ﷺ ج۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

منورہ پر حملہ کے لئے جمع کر رہا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت بشیرؓ بن سعد کو تین سو (۳۰۰) سواروں کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ ان میں اہل غطفان کے علاوہ فزارہ کے لوگ بھی تھے۔ مجاہدینؓ دِن کو چھپ جاتے اور رات کو سفر کرتے۔ جب یمن و جبار کے علاقے میں پہنچے جو خیبر کے بالمقابل الجناب کے قریب ہے تو ان قبائل کو علم ہوا کہ مجاہدینؓ کا لشکر آ رہا ہے تو وہ تیزی سے فرار ہو گئے۔ کچھ چرواہے اور اونٹ ان کے ہاتھ لگے۔ دو آدمی ایمان لے آئے۔ ان کو واپس کر دیا گیا۔[1]

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے عمرۂ قضاء ادا فرمایا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۵۶)

ادائے قضاء عمرہ (ذیقعدہ ۷ھ)

صلح حدیبیہ میں قریش کے ساتھ معاہدہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگلے سال حضور پاک ﷺ مکہ آ کر عمرہ ادا کر سکیں گے۔ چنانچہ حضور پاک ﷺ نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ جو لوگ صلح حدیبیہ کے وقت لشکر اسلام میں شریک تھے، اب اس سال عمرہ کے لئے مکہ چلیں۔ اور سب لوگ خوشی کے ساتھ شریک ہو گئے۔ دو ہزار (۲۰۰۰) اصحابؓ ساتھ روانہ ہوئے۔ ذوالخلیفہ پہنچ کر احرام باندھے۔ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ نے حضرت

---

[1]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۳۷۱، سیرت حلبیہ ج ۳ آخر نصف ۸۴

عویفؓ بن ضبط ویلی کو حاکم مقرر کیا۔حضورﷺ مکہ میں تین روز رہے۔
جب تیسرا روز ہوا، قریش نے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کو چند قریش کے ساتھ حضورﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدت اقامت پوری ہوگئی ہے۔لہٰذا تم چلے جاؤ۔
حضورﷺ نے اسی سفر میں حضرت میمونہؓ بنت حارث سے بحالت احرام شادی کی اور یہ شادی حضرت عباسؓ نے کرائی۔حضورﷺ خود مع صحابہؓ کرام تین دِن کے بعد روانہ ہو گئے۔[1] اور مکہ کے باہر سرف کے مقام پر قیام کیا اور پھر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

مہم (۵۷)......سریہ ابن ابی العوجاءؓ

سریہ (۳۲)......بنی سلیم (ذی الحجہ ۷ھ)

حضرت رسول پاکﷺ نے ابن ابی العوجاءؓ کو ان کے قبیلہ بنی سلیم کی طرف پچاس (۵۰) مجاہدینؓ کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ بنی سلیم کو اطلاع مل گئی۔انہوں نے مقابلہ کی تیاری کر لی اور جب مجاہدینؓ وہاں پہنچے تو ان کو گھیر لیا۔ابن ابی العوجاءؓ نے ان کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے تیراندازی شروع کر دی۔[2]

١...... سیرت ابن ہشام ج۲ ص۴۰۶، طبقات ابن سعد، تاریخ طبری، المغازی للواقدی، طبقات الکبریٰ، البخاری، انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص۳۷۱،

۲......انوارِ قیادت مؤلفہ بدرالمنیر ص۳۷۱،طبقات ابن سعد ص۱۲۴

مہم (۵۸)......سریہ غالبؓ بن عبداللہ اللیثی

سریہ (۴۳)......الکوید (صفر ۸ھ)

حضرت رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت غالبؓ بن عبداللہ کو دس (۱۰) افراد کے ہمراہ ان کے قبیلے بنی قلب کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے اچانک حملہ کر دیا۔ اس افراتفری میں وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مجاہدین نے ان کے مویشی ہانک لئے۔ صبح کو ان کی امداد پہنچ گئی تو وہ مجاہدینؓ کے پیچھے لپکے۔ اتنے میں سیلاب آ گیا۔ وہ اس کنارہ پر تھے اور مجاہدینؓ دوسرے کنارہ پر۔ اس طرح یہ لوگ واپس آ گئے۔[1]

مہم (۵۹)......سریہ غالبؓ بن عبداللہ اللیثی

سریہ (۴۴)......فدک (صفر ۸ھ)

حضرت رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت زبیرؓ بن العوام کو دوسو (۲۰۰) سواروں کے ہمراہ بنی مرہ کو سزا دینے کے لئے روانہ فرمایا۔ اتنے میں حضرت غالبؓ بن عبداللہ آ گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو بھیج دیا۔ بنی مرہ نے حضرت بشیرؓ بن سعد اور ان کے ساتھیوں کو مصیبت میں مبتلا کیا تھا۔ یہ لوگ تیزی سے گئے اور صبح سویرے ان پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے کئی کو

---

[1]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۳۷۲، سیرت حلبیہ ج ۳ آخر ص ۸۷

قتل کر دیا اور باقی بھاگ گئے۔ مالِ غنیمت میں ان کے مویشی ہانک کر مدینہ منورہ لے آئے۔[1]

مہم (٦٠)...... سریہ شجاع بن وہب الاسدیؓ

سریہ (٣٥)...... المعدن (ربیع الاول ٨ھ)

حضرت رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت شجاع بن وہبؓ کو بیس (٢٠) مجاہدینؓ کے ہمراہ بنی عامر کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ لوگ رات کو سفر کرتے تھے اور دِن کو چھپ جاتے تھے۔ بنی عامر المعدن کے اطراف مین آباد تھے۔ مجاہدینؓ نے ان پر منہ اندھیرے حملہ کر دیا۔ کئی مارے گئے۔ مالِ غنیمت میں ان کے مویشی ہانک کر پندرہ دنوں کے بعد مدینہ منورہ واپس آ گئے۔[2]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (٦١)......سریہ کعبؓ بن عمیر غفاری

سریہ (٣٦)......ذات اطلاح (ربیع الاول ٨ھ)

حضرت رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت کعبؓ بن عمیر غفاری کو پندرہ (١٥) آدمیوں کے ہمراہ القریٰ کی دوسری جانب ''ذات اطلاح'' میں روانہ فرمایا۔ یہ علاقہ شام میں واقع ہے۔ ان لوگوں نے وہاں ایک بڑا مجمع پایا۔ اوراس کو اسلام کی تبلیغ کی۔ ان لوگوں نے مجاہدینؓ پر تیر اندازی

---

[1]...... انوارِ قیادت ص ٣٧٢،
[2]...... انوارِ قیادت ص ٣٧٢، سیرت حلبیہ ج ٣

شروع کر دی۔ اور سوائے ایک کے سب کو شہید کر دیا۔ ایک زخمی تھے۔ انہوں نے ان کو بھی شہید سمجھا اور چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ وہ بڑی صعوبتوں کے بعد واپس پہنچے اور حالات سے آگاہ کیا۔[۱]

مہم (۶۲)......سریہ موتہ

سریہ (۳۸)......۲ لاکھ فوج سے مقابلہ (جمادی الآخر ۸ھ)

حضرت رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کو فرمان لکھے اور توحید کی دعوت دی۔ ان کے قاصدوں میں سے صرف ایک قاصد حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن عمیر الازدی جس کو شاہِ بصریٰ کی طرف روانہ کیا تھا، اس کے ایک گورنر شرجیل بن عمرو غسانی نے موتہ کے مقام پر شہید کر دیا۔

موتہ، شام میں بلقاء کے قریب ہے۔ اس خبر سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بہت دُکھ ہوا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تاسف کا اظہار فرمایا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی۔ تین ہزار (۳۰۰۰) کا لشکر تیار ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارث کو ان پر امیر مقرر کیا اور فرمایا: اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ طیار بن ابی طالب امیر ہو جائیں۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو اہل ایمان جس کو چاہیں امیر مقرر کر لیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو سفید جھنڈا بھی

---

[۱]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۳۷۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

عنایت فرمایا۔ اور فرمایا کہ حضرت حارثؓ کی قتل گاہ تک جانا۔ ان کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ اللہ سے ان کے خلاف مدد مانگنا۔ پھر ان کو ثنیۃ الوداع تک ساتھ آ کر رُخصت کیا۔

تین ہزار مجاہدینؓ کا لشکر جب شام کے علاقہ میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ ہرقل شاہ روم (شام) ایک لاکھ فوج کے ہمراہ بڑھ رہا ہے۔ جب کہ غسانی لخم، جذام، بہرا، وائل اور بکر قبائل بھی ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ مجاہدینؓ جہاد کے لئے تیار ہو گئے اور بڑھ کر موتہ کے مقام پر پہنچے۔[1]

عیسائی افواج بھی مشارف سے نکل کر موتہ پہنچ گئی۔ دونوں طرف سے تیر اندازی ہونے لگی۔ پھر نیزہ بردار بڑھے اور گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ جھنڈا حضرت زیدؓ بن حارثہ کے پاس تھا، وہ شہید ہو گئے تو جھنڈا حضرت جعفرؓ طیار بن ابو طالب نے لے لیا۔ وہ شہید ہو گئے تو جھنڈا حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے تھام لیا اور بڑھ بڑھ کر حملے کئے۔ وہ بھی شہید ہو گئے تو حضرت ثابتؓ بن اقرم مجلّانی نے جھنڈا اُٹھا لیا اور مجاہدینؓ کو امیر منتخب کرنے کے لئے کہا۔ سب نے حضرت خالدؓ بن ولید کو امیر منتخب کر لیا۔

انہوں نے مجاہدینؓ کو قدرے پیچھے ہٹایا اور پھر نیم دائرہ میں ترتیب

[1]......غزوہ موتہ کا تذکرہ طبری ج ۲ حصہ اول ص ۲۹۲ پر موجود ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

دے کر تیر کی نوک کی مثال حملہ کر دیا۔ اور سیدھے بڑھتے چلے گئے۔ صحیح بخاری میں مجاہدینؓ کو فاتح قرار دیا گیا ہے۔ فی الحقیقت اگر افواج کا موازنہ کیا جائے تو تین ہزار اور دو لاکھ کا تو کوئی مقابلہ ہی نہ تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید کی حکمت عملی کامیاب ہو گئی اور وہ دشمن کو بھاری جانی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ کفار میدان سے ہٹ گئے تھے اور مجاہدینؓ وہیں رہے۔ اس طرح یہ مجاہدینؓ کی کامیابی ہے۔ جس میں کوئی مجاہدؓ بھی میدان جنگ سے نہیں بھاگا اور خود رسول پاک ﷺ نے بھی اس کو فتح سے تعبیر کیا۔

دونوں اپنے اپنے کیمپوں میں ہٹ گئے۔ اور دوسرے فریق نے پھر مسلمانوں پر حملہ کی جرأت نہ کی۔ جناب رسول پاک ﷺ نے خبر آنے سے پہلے ہی صحابہؓ کو خبر دی تھی کہ حضرت زیدؓ شہید ہو گئے، پھر حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے، پھر حضرت عبداللہؓ شہید ہو گئے۔ پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالدؓ بن ولید) نے علم سنبھالا اور کفار پر فتح پائی۔

صحیح بخاری میں خود حضرت خالد بن ولیدؓ سے روایت ہے کہ غزوہ موتہ میں لڑتے لڑتے میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں۔ صرف ایک یمنی تلوار ہاتھ میں باقی رہی۔[1]

دوسرے روز حضرت خالدؓ بن ولید نے لشکر کی ہیئت تبدیل کر دی اور

---

[1]...... بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح ج۲ ص۶۱۱ باب غزوہ موتہ کتاب المغازی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اہل حق کا امتحان
جنگ موتہ ۸ھ

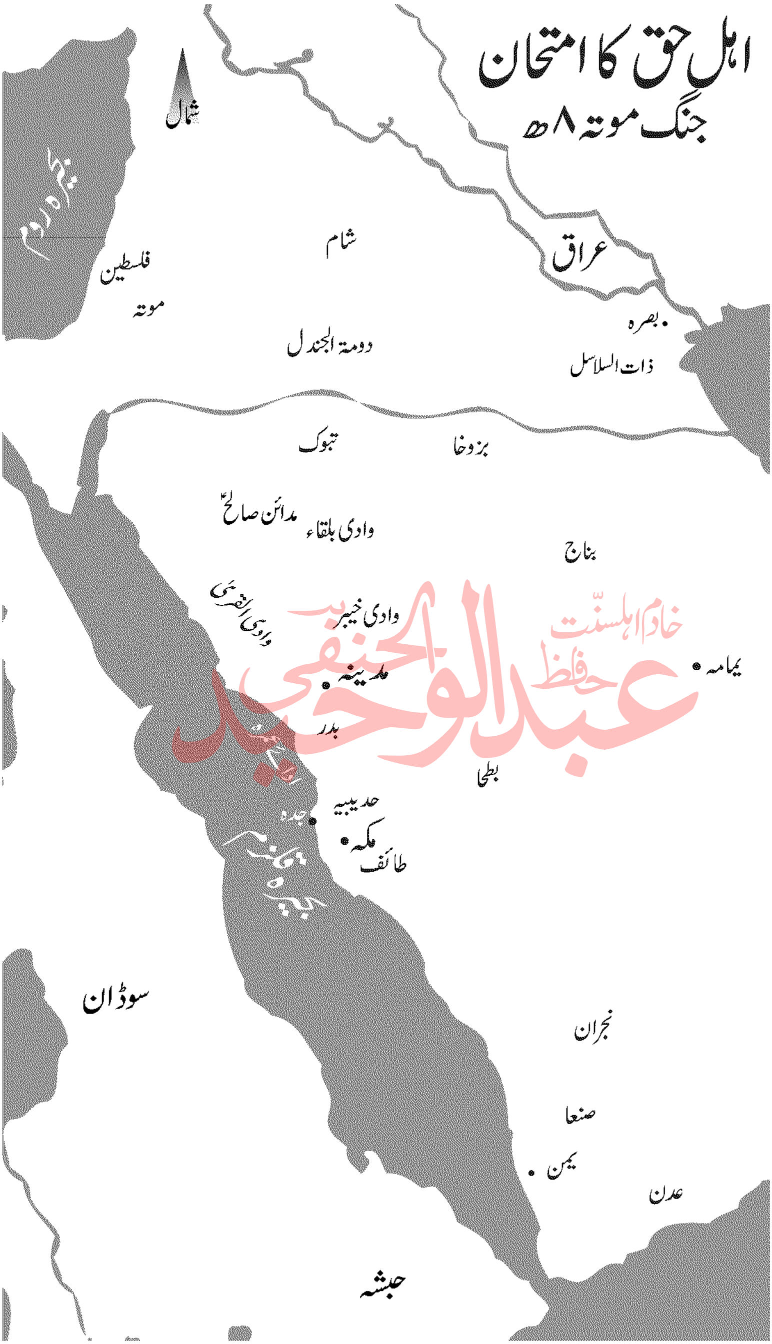

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مقدمہ الجیش کو ساقہ اور میمنہ کو میسرہ کر دیا۔ دشمن لشکر کی ہیئت بدلی ہوئی دیکھ کر مرعوب ہو گئے اور یہ سمجھے کہ نئی مدد آ پہنچی۔

ابن سعد ابو عامر سے راوی ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے رومیوں پر حملہ کیا تو ان کو ایسی فاش شکست دی کہ میں نے ایسی شکست کبھی نہیں دیکھی۔ مسلمان جہاں چاہتے تھے، وہیں اپنی تلوار رکھتے تھے۔

زہری، عروہ بن زبیر، موسیٰ بن عقبہ، عطاف بن خالد اور ابن عائذ سے بھی یہی منقول ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ حتی فتح اللہ علیھم یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔[1]

حاکم کی روایت میں ہے کہ غنیمت میں کچھ سامان بھی ملا۔ رومیوں کی پسپائی کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے تعاقب مناسب نہ سمجھا اور اپنی قلیل جماعت کو لے کر مدینہ واپس آ گئے۔[2]

یہ تمام تفصیل زرقانی اور فتح الباری باب غزوہ موتہ سے لی گئی ہے۔[3]

جس روز اور جس وقت مقام موتہ میں غازیانِ اسلام کی شہادت کا یہ حادثہ پیش آ رہا تھا تو حق جل شانہ نے سرزمین شام کو اپنی قدرت کاملہ سے آپ کے سامنے کر دیا کہ میدانِ کارزار آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔[4]

---

[1]...... حوالہ مذکور، [2]...... حاکم، المستدرک ج ۳ ص ۴۲ باب کراھیۃ الناختہ علی الموتی، [3]...... زرقانی شرح مواہب ج ۲ ص ۲۶۹۔ ابن حجر فتح الباری غزوۃ موتہ، [4]...... کما اخرج الواقدی عند شیوخہ قالوا رفعت الارض لرسول اللہ ﷺ حتی نظر الی معرکۃ القوم ......(بقیہ برصفحہ 87)

آپ کے اور شام کے درمیان تمام حجابات اُٹھا دیئے گئے۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو جمع کرنے کے لئے الصلوٰۃ جامعہ کی منادی کرا دی۔ صحابہؓ کرام جمع ہو گئے تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ میدانِ کارزار آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔ ارشاد فرمایا کہ زیدؓ نے رایت اسلام اپنے ہاتھ میں لیا اور کافروں سے خوب قتال کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا۔ زیدؓ کے بعد جعفرؓ نے رایت اسلام ہاتھ میں لیا اور اعداء اللہ سے خوب لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا۔ اور فرشتوں کے ساتھ جنت میں دو بازوؤں کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن رواحہؓ نے رایت اسلام سنبھالا۔ آنحضرت ﷺ یہ فرما کر خاموش ہو گئے اور کچھ دیر تک سکوت کا عالم طاری رہا۔ انصار یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اور یہ خیال ہوا کہ شاید عبداللہ بن رواحہؓ سے کوئی ناپسندیدہ امر ظہور

(بقیہ از صفحہ 86) ...... کذافی الخصائص للسیوطی ج ۱ ص ۲۶۰ و قال ابن کثیر قال الواقدی حدثنی عبدالجبار بن عماره عن عبدالله بن ابی بکر بن عمرو بن حزم قال لما التقی الناس بموته جلس رسول الله ﷺ علی المنبر و کشف له ما بینه و بین الشام فهو ینظر الی معرکتهم فقال اخذ الرایه ازید الحدیث البدایه و النهایه ج ۴ ص ۲۴۶ و کذا فی الخصائص ج ۱ ص ۲۶۰ و فی روایه البیهقی و ابی نعیم عن موسی بن عقبه فقال ان الله وفع لی الارض حتی رایت معرکتهم کذا فی الخصائص ج ۱ ص ۲۵۹

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

میں آیا ہے، جس سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خاموش ہیں۔[1]

کچھ دیر سکوت کے بعد یہ فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہؓ نے بھی کافروں سے خوب جہاد وقتال کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ اور یہ تینوں جنت میں اُٹھا لیے گئے اور تخت زرین پر متمکن ہیں۔ لیکن میں نے عبداللہ بن رواحہؓ کا تخت کچھ ہلتے ہوئے دیکھا۔[2] تو میں نے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ عبداللہ بن رواحہؓ کا تخت ہلتا ہوا دیکھتا ہوں تو مجھ کو یہ بتلایا گیا کہ عبداللہ بن رواحہؓ کو مقابلہ کے وقت کچھ تھوڑا سا تردد پیش آیا اور تھوڑی سی پس وپیش کے بعد آگے بڑھے اور زیدؓ اور جعفرؓ بلا کسی تردد اور بلا کسی پس وپیش کے آگے بڑھے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور ایک روایت میں اس طرح ہے:

ثم اخذ الرأیة عبدالله بن رواحة فاستشهد ثم دخل الجنة معترضا فشق ذلک علی الانصار فقیل یا رسول الله ما اعتراضه قال لما اصابته الجراح نکل فعاتب

---

[1]...... قال ابن اسحاق و حدثنی محمد بن جعفر عن عروة قال ثم اخذ الرایة عبدالله بن رواحة فالتوی بها بعض الاٰء ثم تقدم علی فرسه ثم نزل فقاتل حتی کذا فی فتح الباری ج۷ ص ۳۹۳، [2]...... اور ابن اسحاق کی روایت میں یہ لفظ ہیں: فرایت فی سریر عبدالله بن رواحة ازدرارا (ای میلاد عوجا) عن سریر صاحبیه فقلت عم هذا فقیل لی مضیا و تردد عبدالله بعض التردد ثم مضی (سیرة ابن هشام)

نفسه فتجع فاستشهد فدخل الجنة فسری عن قومه اخرج البیهقی[1]

ترجمہ: آپ نے فرمایا: پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا لیا اور شہید ہوئے۔ پھر وہ جنت میں کچھ رکتے رکتے داخل ہوئے۔ یہ سن کر انصار کو رنج ہوا۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اس کا کیا سبب ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت عبداللہ بن رواحہؓ کو میدان کارزار میں زخم لگے تو وہ (بمقتضائے بشریت تھوڑی دیر کے لئے) سست ہو گئے اور پیش قدمی میں پس و پیش کرنے لگے۔ پھر انہوں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور عتاب کیا اور ہمت اور شجاعت سے کام لیا اور لڑ کر شہید ہو گئے اور جنت میں داخل ہو گئے۔ یہ سن کر انصار کی پریشانی دور ہوئی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ کہہ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر فرمایا کہ اب ان کے بعد **سیف من سیوف اللہ** (اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے) یعنی حضرت خالدؓ بن ولید نے اسلام کا جھنڈا سنبھالا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

---

[1]...... ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج۴ ص۲۴۵ سیوطی الخصائص الکبریٰ ج۱ ص۲۶۰ فتح الباری ج۷ ص۳۹۲

اللّٰھمّ انّه سیف من سیوفک فانت تنصره فمن یومئذ سمی سیف اللّٰه

ترجمہ: اے اللہ! خالدؓ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ پس تو ہی اس کی مدد فرمائے گا۔ بس اسی روز سے خالدؓ بن ولید سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

اصل واقعہ تو صحیح بخاری میں مذکور ہے۔[1] باقی تفصیل ابن اسحٰق اور بیہقی کی روایت سے لی گئی ہے۔[2]

حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو مرتدین کے قتال کے لئے مامور فرمایا اور ان کو امارت کا جھنڈا دیا تو یہ فرمایا:

انی سمعت رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم یقول نعم عبداللّٰه و اخو العشیرة خالد بن الولید سیف من سیوف اللّٰه سلّه اللّٰه علی الکفار[3]

ترجمہ: تحقیق میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا ہی اچھا آدمی ہے اللہ کا بندہ اور قبیلہ کا بھائی خالدؓ بن ولید، اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کافروں

---

[1]...... بخاری الجامع الصحیح ج۲ ص ۶۱۱ باب غزوۃ موتہ کتاب المغازی، [2]...... ابن کثیر کتاب و جلد مذکور ص ۲۴۵، ابن حجر فتح الباری ج ۷ ص ۳۹۲۔ سیوطی حوالہ مذکور،

[3]...... ابن حجر، الاصابہ (۲۲۰۱) ج ۱ ص ۴۱۳

پر چلانے کے لئے سونتا ہے یعنی نیام سے نکالا ہے۔

نکتہ: مطلب یہ ہوا کہ حضرت خالدؓ بن ولید تو اللہ کی تلوار ہیں اور اس تلوار کا چلانے والا اور کافروں پر اس کا استعمال کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہر ہے کہ جس تلوار کو حق تعالیٰ چلائے، اس تلوار سے کون بچ کر بھاگ سکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ اول صدر مدرس دارالعلوم دیوبند فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے اپنی ساری عمر شہادت کی تمنا میں جہاد و قتال میں گزاری۔ لیکن ان کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی اور شہادت ان کو نصیب نہ ہوئی۔ مولانا یعقوب صاحب میں کچھ شان جذب کی تھی۔ اسی شان جذب میں فرمایا کہ حضرت خالدؓ بن ولید خواہ مخواہ ہی شہادت کی تمنا اور آرزو کرتے تھے۔ ان کی اس تمنا اور آرزو کا پورا ہونا ناممکن اور محال تھا، جس کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی تلوار بتایا ہو، اسے نہ کوئی توڑ سکتا ہے اور نہ موڑ سکتا ہے۔ اللہ کی تلوار کا توڑنا ناممکن اور محال ہے۔[1]

اس جنگ میں پندرہ مجاہدینؓ نے جامِ شہادت نوش کیا:

(۱) زیدؓ بن حارثہ (۲) جعفرؓ طیار (۳) عبداللہؓ بن رواحہ (۴) مسعودؓ بن اوس (۵) وہبؓ بن سعد (٦) عبادہؓ بن قیس (۷) حارثہؓ بن نعمان

---

[1]...... ماخوذ از سیرۃ المصطفیٰ ﷺ ج ۲ ص ۵۰۰ تا ۵۰۴

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۸) سراقہؓ بن عمرو (۹) عمرہؓ بن زید اور ان کے دونوں بیٹے (۱۰) ابو کلیبؓ (۱۱) جابرؓ (۱۲) سعدؓ بن حارث، ان کے بیٹے (۱۳) عمروؓ (۱۴) عاصمؓ رضی اللہ عنہم اجمعین۔[۱]

مہم (۶۳)......سریہ عمروؓ بن العاص

سریہ (۳۹)......ذات سلاسل (جمادی الآخر ۸ھ)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبائل قضاعہ ایک جماعت بنا رہے ہیں تا کہ مدینہ منورہ پر حملہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ بن العاص کو دوسو (۲۰۰) مجاہدینؓ کے ساتھ جن میں تیس (۳۰) سوار بھی تھے، ان کی طرف روانہ فرمایا اور سفید پرچم عطا کیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص کو وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے مدد کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو دو سو (۲۰۰) مجاہدینؓ کے ہمراہ روانہ کیا۔ ان میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی شامل تھے، ان کے پاس پہنچے۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے حضرت عمروؓ بن العاص کو امام تسلیم کرلیا۔ انہوں نے بنو قضاعہ کی جمعیت پر حملہ کیا۔ وہ شکست کھا کر بھاگ گئے اور بہت سے قتل ہوئے۔

اس غزوہ کو ذات السلاسل بھی کہتے ہیں کیوں کہ قبائل نے نہ بھاگنے

---

[۱]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۳۷۲، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۲۹۲۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کے لئے زنجیروں سے خود کو باندھ رکھا تھا۔[1]

فائدہ: حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عمروؓ بن العاص دونوں ایک ساتھ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان دونوں کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد غزوہ موتہ پیش آیا، جس میں حضرت خالدؓ بن ولید امیر بن گئے اور غزوہ موتہ کے بعد غزوہ ذات السلاسل پیش آیا۔ اس میں حضرت عمروؓ بن العاص امیر ہوئے۔[2]

مہم (۶۴)......سریہ ابوعبیدہؓ بن الجراح

سریہ (۴۰)......الخیط سیف البحر (رجب ۸ھ)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

حضرت رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قبیلہ جہینہ کی سرکشی کی خبر ملی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو تین سو (۳۰۰) مجاہدینؓ کے ہمراہ روانہ کیا۔ یہ لوگ سمندر کے کنارے القیامہ میں آباد تھے۔ یہ لوگ پہلے ہی منتشر ہو گئے تھے۔ مجاہدینؓ پندرہ دِن اس علاقہ میں رہے۔ اس دوران بھوک نے سخت تنگ کیا۔ اشیائے خورد ونوش نہ تھیں۔ درختوں کے پتے بھی کھائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک بہت بڑی (وہیل) مچھلی خشکی پر آ گئی، جس کو ان لوگوں نے کئی دِن کھایا۔ اس کی پسلی کی ایک ہڈی

---

[1]...... انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص۳۷۲، سیرت حلبیہ ج۳ ص۹۰

[2]......سیرۃ المصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ج۲ ص۵۰۸

کے نیچے سے شتر سوار گزر سکتا تھا۔[1]

مہم (۶۵)......سریہ ابوقتادہؓ بن ربیعہ

سریہ (۴۱)......خضرہ (شعبان ۸ھ)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقتادہؓ ربیعی کو پندرہ سو (۱۵۰۰) مجاہدینؓ کے ہمراہ بنو محارب کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ بھی غطفان کی ایک شاخ تھی۔ اور اہل ایمان کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ راتوں رات سفر کرتے ہوئے ان کے علاقے میں پہنچے اور ان کو گھیر لیا۔ فریقین میں جنگ ہوئی۔ اکثر بنو محارب مارے گئے۔ باقی بھاگ گئے۔ مجاہدینؓ ان کے مویشی لے کر واپس آ گئے۔ ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر قرار پایا۔ خمس نکال کر ہر مجاہد کے حصہ میں پندرہ اونٹ آئے۔[2]

مہم (۶۶)......سریہ ابوقتادہؓ ربیعی

سریہ (۴۲)......بطن اضم (رمضان ۸ھ)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقتادہؓ ربیعی کو بطن اضم کی جانب روانہ فرمایا۔ ان کے ہمراہ آٹھ (۸) افراد تھے۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے تین برد (۳۶ میل) کے فاصلہ پر ہے۔ یہ لوگ وادی اضم سے گزر کر ذی

---

[1]......انوارِ قیادت ص ۳۷۵، سیرت حلبیہ [2]......انوارِ قیادت ص ۳۷۵

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خشب میں پہنچے اور اسقیاء کے قریب اسلامی لشکر میں مل گئے۔ مقصد یہ تھا کہ اہلِ ایمان کی منزل کا علم نہ ہو۔ راستے میں ان کو ایک آدمی عامر بن اضبط ملا، حضرت محلمؓ بن جثامہ نے اس کو قتل کر دیا۔ اُس نے اسلامی طریقہ سے سلام کیا تھا۔ حضرت محلمؓ بن جثامہ کو شک ہوا کہ شاید جان بچانے کے لئے اس نے سلام کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی تربیت کے لیے حکم نازل فرمایا:[1]

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی عَلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

ترجمہ: جو تمہیں السلام علیکم کہے، اس کو مت کہو کہ تم مومن نہیں۔

(سورۃ النسآء آیت ۹۴)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جماعت صحابہؓ وہ مقدس جماعت ہے کہ اس کی تربیت براہِ راست اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں کر کے بعد میں آنے والوں کے لئے جماعت صحابہؓ کو معیارِ حق بنا رہے ہیں۔ اس لئے کسی صحابیؓ سے اگر خطا بھی ہو جائے تو اُس پر اُس کی توبہ بھی بعد میں آنے والوں کے لیے معیارِ حق ہے۔

مہم (٦٧)......سریہ عبداللہ بن اسلمی ابی حدردؓ

سریہ (۴۳)......الغابہ (رمضان ۸ھ)

حضرت رسول پاک ﷺ کو اطلاع ملی کہ رفاعہ بن قیس جشمی بہت بڑی

---

[1]......انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۳۷٦، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۱۰۲

جمعیت لے کر مدینہ منورہ کے قریب الغابہ میں خیمہ زن ہے اور بنو قیس کو جنگ پر آمادہ کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوحدردؓ کو دو ساتھیوں کے ہمراہ حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ وہاں قریب پہنچ کر چھپ گئے۔ ایک چرواہا نہ پہنچا تھا۔ رفاعہ اس کو تلاش کرنے نکلا تو حضرت ابوحدردؓ نے ایک تیر مارا جو اس کے دِل میں پیوست ہو گیا۔ انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اللہ اکبر کہہ کر قبیلہ پر حملہ کر دیا۔ سب لوگ جو ہلکا پھلکا سامان اُٹھا سکتے تھے، لے کر بیوی بچوں سمیت بھاگ گئے۔ حضرت ابوحدردؓ بہت سے اونٹ اور مویشی مالِ غنیمت میں ہانک کر لے آئے۔ آپ ﷺ نے خوش ہو کر ان کو تیرہ اونٹ بطور انعام دیئے۔

(سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۱۰۰ و انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۳۷۶)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال (پاکستان)

ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ ۲۰ ستمبر ۲۰۱۱ء

تاریخِ اسلام (حصہ ہفتم) دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
اس حصہ میں عہد خلافت راشدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مہمات اور فتوحات کا تذکرہ ہے کہ آپ کے دورِ خلافت راشدہ میں کون کون سے علاقے فتح ہوئے؟
دس سالہ دورِ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں رسول اللہ ﷺ کے ستائیس ۲۷ غزوات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ساٹھ ۶۰ جنگوں کی مختصر تاریخ چھ حصوں میں پیش کی گئی ہے۔
(سلسلہ اشاعت نمبر ۲۷ تا ۳۲)
اس کو اہل السنّت کے مدارس میں بطور رائج کرنا از حد مفید ہے۔
ڈیزائننگ ❀ کمپوزنگ ❀ سکیننگ ❀ پرنٹنگ ❀ بک بائنڈنگ
النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال zedemm@yahoo.com, 0334-8706701

noor Management
0334-8706701